امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 — مورخہ ۲۰؍شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۳؍مارچ ۲۰۲۳ء روز سوموار — شمارہ نمبر 11

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، حکایات اہل دل
■ مومن ہے تو دامان محمد میں پناہ لے
■ زکوۃ ادا کرنے کے معاشی ومعاشرتی فائدے
■ اعلیٰ تعلیم میں کلاؤڈ ٹکنالوجی......
■ عورتوں پر اسلام کے احسانات
■ غرور تکبر۔ ذلت ورسوائی کا ذریعہ
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

موبائل کی دنیا

موبائل کی وجہ سے معلومات کی بروقت فراہمی بہت آسان ہوگئی ہے اور ہم سب کے لیے ممکن ہوگیا ہے کہ دنیا بھر کی معلومات آن واحد میں جمع کرلیں، نیٹ کی سہولت دستیاب ہو تو سکنڈوں میں گوگل آپ کو بتادے گا کہ وقت کے کس حصہ میں دنیا پر کیا آفت آئی اور کس طرح اس پر قابو پایا گیا، اب انسائکلو پیڈیا کی موٹی موٹی کتابیں کھنگالنے کے بجائے واکی پیڈیا ہی مطلوبہ معلومات مالہ وماعلیہ کے ساتھ بتادیتا ہے، تلاش بسیار کی جھک ماری سے اب کسی کو نہیں گذرنا پڑتا، ایک دور وہ تھا جب مجھے قرآن کریم میں اللہ کے محبوب بندے کی تلاش کرنی تھی، تو پورے قرآن کریم کی تلاوت حرفا حرفا کرنی پڑی تھی، تب ایک فہرست محبوب بندے کی بن پائی تھی، آج ''ان الله یحب'' ڈال دیجئے اور پوری فہرست سکنڈوں میں آپ کے پاس موجود، اس اعتبار سے دیکھیں تو موبائل اور نیٹ کی سہولیات اللہ رب العزت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اور اس پر بندے کو شکرگذار ہونا چاہیے۔

دوسری طرف یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ یہ ایک آلہ ہے اور آلہ کا صحیح استعمال صحیح ہے اور غلط استعمال غلط ہے، چاقو سے پھل کاٹیے، اچھا ہے، لیکن کسی کے پیٹ میں گھونپ دیجیے تو غلط ہے، بندوق سے اپنی حفاظت کیجیے، خوب ہے، لیکن کسی بے گناہ پر گولی چلا دیا تو غلط ہے، یہی حال موبائل کا ہے، اس غلط استعمال کی وجہ سے ہی اس کا نام بعض حضرات نے ''آلہ شیطانی'' رکھا ہے، شیطان کیا غلط کرائے گا، جتنا اس آلہ شیطانی سے انسان خود ہی کر رہا ہے، شیطان خوش ہے کہ انسان نے اپنی مرضی سے ہی ہمارے کام کو سنبھال لیا ہے، اور لوگ خود ہی بے راہ رو اور گناہوں میں مبتلا ہو رہے ہیں، موبائل کے غلط استعمال کی وجہ سے ہی پہلے کیرالہ نے تعلیمی اداروں میں دوران تعلیم اس کے استعمال پر روک لگادی تھی اور اب کرناٹک ہائی کورٹ نے بھی تدریسی اوقات میں اس کو ساتھ رکھنے سے منع کر دیا ہے، مدارس اسلامیہ خصوصا دارالعلوم دیو بند میں اسمارٹ فون رکھنے پر پابندی ہے اور پکڑے جانے پر اخراج کی بھی نوبت آسکتی ہے، بیرون ملک میں ملیشیا کی ایک ویڈیو وائرل ہوئی ہے، جس میں طلبہ کے پاس پائے گئے موبائل کو ہتھوروں سے توڑا جا رہا ہے، یہ نوبت صرف اس کے غلط استعمال کی وجہ سے آئی ہے، نوجوان نسلوں میں موبائل پر گندی فلمیں اور فحش سائٹوں کے کھنگالنے کی بیماری آگئی ہے، موبائل پر گیم کھیلنا عام سی بات ہے، یہ گیم کہنے کو تو کھیل ہیں، لیکن زیادہ تر کھیل یا تو جنسیات پر مبنی ہیں یا مار دھاڑ پر، جنسیات پر مبنی کھیل سے انسانی جسم کھوکھلا ہو رہا ہے، اور اس کی وجہ سے مختلف قسم کے امراض پیدا ہو رہے ہیں، بینائی متاثر ہو رہی ہے، ہاضمہ خراب ہو رہا ہے، مار دھاڑ پر مبنی کھیلوں سے دہشت گردی اور غنڈہ گردی کا مزاج بنتا ہے اور بچے جو کھیل میں دیکھتے ہیں، اسے زمین پر حقیقت میں دیکھنے کے تجربے کرتے ہیں، ایسے بچے جو موبائل پر کھیلتے ہیں، انہیں جب شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ان پر جھنجھلاہٹ طاری ہوتی ہے اور چونکہ سامنے حریف موجود نہیں ہوتا، اس لیے سارا غصہ اپنے اعصاب پر ہی اترتا ہے، جو اعصابی بیماریوں کا بڑا سبب ہے، ان میں بعض کھیل ایسے بھی ہیں جو جیت کا ہدف پانے کے لیے خودکشی پر ابھارتے ہیں اور اونچی بلڈنگ سے کود پڑنے کا مشورہ دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں بچے کی موت ہو جاتی ہے، ایسا اس سے پہلے بھی کئی بار ہو چکا ہے، اور اب بھی ہوتا رہتا ہے، اس لیے بچے بچیاں، طلبہ وطالبات کا موبائل سے دور رہنا، اور انہیں دور رکھنا انتہائی ضروری ہے، اس سے پڑھنے کے لیے انہیں وقت ملے گا اور موبائل کے مضر اثرات جو جسم وجاں پر پڑتے ہیں اس سے بھی بچے بچیاں محفوظ رہ سکیں گی؛ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہمیں بچوں کی ذرا بھی فکر نہیں ہوتی وہ موبائل پر رات رات بھر کیا دیکھ رہے ہیں، کس سائٹ سے ان کی دلچسپی ہے، ہمیں دیکھنے اور نگرانی کی فرصت ہی نہیں ملتی، رات بھر بچیاں چھت پر کس سے بات کر رہی ہیں، ہم کبھی بھی یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے، ایک شخص نے بڑی پکی بات کہی کہ ہمیں اپنے بچے بچیوں کی اتنی بھی فکر نہیں ہے، جتنا دیہات میں مرغیوں کی فکر کی جاتی ہے۔ سرشام اگر وہ گھر نہ آئیں تو تلاش شروع ہو جاتی ہے، جب کہ لڑکے بارہ بجے رات اور اس سے زیادہ گھر سے باہر رہتے ہیں اور ہمیں پوچھنے تک کی توفیق نہیں ہوتی، ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

آج کے دور میں موبائل بچے بچیوں کے ہاتھ سے لے لینا ذرا مشکل کام ہے؛ لیکن صحیح استعمال کی طرف راغب کرنا چنداں دشوار نہیں۔

فارغ اوقات کا صحیح مصرف

گذشتہ چند سالوں میں تعلیم کے مسئلہ پر مسلمانوں میں بیداری آئی ہے، کنونٹ، پرائیوٹ تعلیمی ادارے اور سرکاری اسکولوں میں مسلم بچے بچیوں کا تناسب تیزی سے بڑھا ہے، سہولتیں بھی پیدا ہوئی ہیں، مکتب اور مدارس میں بھی طلبہ پہونچ رہے ہیں؛ یہ رجوع اس قدر بڑھا ہے کہ بہت سارے مدارس میں طلبہ کا داخلہ جگہ اور وسائل کی قلت کی وجہ سے نہیں ہو پا رہا ہے، یہی حال معیاری اسکولوں اور کنونٹ کا ہے، بڑی بڑی رقمیں دینے اور بہت سارے اوقات صرف کرنے اور سفارشوں کے باوجود، داخلے میں پریشانیوں کا سامنا ہے، ہمارے امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''اب تعلیم کے سلسلے میں معاملہ بے کسی اور بے بسی کا نہیں ہے، اگر کوئی نہیں پڑھ رہا ہے تو یہ بے حسی ہے، گارجین کی اور ان لوگوں کی جن کی سرپرستی بچوں کو حاصل ہے۔''

اس خوش کن صورت حال کے باوجود مکاتب اور مدارس کے دائرے سے باہر نکلیے تو ہمارے بچے جن اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ان میں سے بیش تر میں بنیادی دینی تعلیم کا یا تو نظم ہی نہیں ہے یا ہے تو برائے نام ہے، دوسرے موضوعات کی طرح اس پر توجہ نہیں ہے، جس کی وجہ سے ہمارے طلبہ وطالبات بنیادی دینی تعلیم سے دور رہ جاتے ہیں، اور ان کی دینی زندگی متاثر ہوتی ہے اور وہ بیش تر حالات میں دین سے نابلد اور عمل سے دور ہو کر زندگی گذارتے ہیں، اس افسوس ناک صورت حال کا حل یہ ہے کہ ہمارے اسکول اور کنونٹ جو مسلمانوں کے ذریعہ چلائے جا رہے ہیں، ان میں بنیادی دینی تعلیم کا مناسب اور معقول انتظام لازما کیا جائے اور دوسرے موضوعات کی طرح اس پر خصوصی توجہ دی جائے، تاکہ وہاں سے نکلنے والے طلبہ دینی تعلیم وتربیت سے پورے طور پر آراستہ ہوں، جو ادارے دوسروں کے قبضے میں ہیں، ان میں ایسا دباؤ بنایا جائے کہ وہ مسلم بچوں کے لیے مناسب دینی تعلیم کا نظم کریں۔

ایک طریقہ حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے یہ بتایا ہے کہ بچوں کے لیے دینی اقامت گاہیں بنائی جائیں، جن میں اسکول کے بعد کا وقت بچے وہاں گذاریں اور کچھ اوقات ان کے لیے مختص کر دیے جائیں کہ ان اوقات میں بچے دینیات پڑھ لیں، اقامت گاہیں اسلامی تربیت کا بھی مرکز ہوں جن میں بچوں کی نشو ونما اسلامی اقدار کے ساتھ کی جائے، اسے ایک زمانہ میں ''گیلانی اقامت گاہ'' کا نام دیا گیا تھا، یہ شکل صرفہ والی ہے، لیکن اوپر والی دونوں شکلوں سے زیادہ کارآمد ہے، ان دنوں ایک اور شکل مختلف علوم وفنون کے حصول کے لیے رائج ہے اور انتہائی مفید ہے وہ یہ کہ فرصت کے اوقات کا استعمال ''ووکیشنل کورس'' کے لیے کیا جائے اور فرصت کے ایام کو کارآمد بنایا جائے، یہ کورس دینیات کا بھی چلایا جا سکتا ہے، اور چند گھنٹوں اور چند ایام میں صحیح تعلیم وتربیت اور نصاب کے ذریعہ مقصد تک پہونچا جا سکتا ہے، امارت شرعیہ اس سلسلہ میں کافی فکرمند ہے، اور وہ چاہتی ہے کہ اسکول کے ذمہ دار اپنے اسکولوں میں ووکیشنل کورس دینیات کا چلائیں، مدارس اسلامیہ میں کم وبیش دو ماہ کی لانبی تعطیل شعبان، رمضان میں ہوتی ہے، مدارس کے طلبہ اپنی عبادات کے ساتھ انگریزی، ہندی وغیرہ کی ابتدائی معلومات حاصل کر سکتے ہیں، کام میں گارجین حضرات کی دلچسپی کی بھی ضرورت ہے کہ وہ فرصت کے ایام واوقات میں اپنے بچوں کو قریب کے مکاتب، مدارس اور مساجد کے ائمہ کرام اور عصری علوم کے اساتذہ کی خدمت میں بھیجنے کو یقینی بنائیں، بچے تو بچے ہوتے ہیں، گارجین حضرات کی دلچسپی نہیں ہوگی تو وہ سارا وقت کھیل کود میں برباد کر دیں گے، اس کورس میں داخل ہونے سے ان کا وقت ضائع ہونے سے بچ جائے گا اور غیر شعوری طور پر انہیں وقت کی قدر وقیمت کا بھی اندازہ ہوگا، جس سے وہ آئندہ زندگی میں فائدہ اٹھا سکیں گے۔ ائمہ حضرات جمعہ کی نماز سے قبل اگر اس موضوع کو اپنی تقریر کا موضوع بنائیں تو یہ منصوبہ تحریک کی شکل اختیار کر سکتا ہے، ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ جو لوگ اس کام کو کر سکتے ہیں وہ اپنی خدمات رضا کارانہ طور پر ملت کے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے فارغ کریں، ایسے کورسیز کے لیے ایک بڑا سوال نصاب کا ہوتا ہے، میری رائے ہے کہ دینیات کا بالکل ہلکا پھلکا نصاب اسکولی طلبہ کے لئے رکھا جائے، بوجھل نصاب طلبہ کی توجہ اپنی طرف مبذول نہیں کرا پائے گا، اور اس فائدہ اٹھانا دشوار ہوگا۔

اچھی باتیں

''کائنات کی سب سے مہنگی چیز احساس ہے، جو دنیا کے ہر انسان کے پاس نہیں ہوتی۔ ہر انسان اپنی زبان کے پیچھے چھپا ہوا ہے اگر اسے سمجھنا ہے تو اسے بولنے دو۔ زندگی میں کبھی برے وقت سے سامنا ہو جائے تو خاموش رہو، ورنہ دنیا تماشا بنا دیتی ہے۔ انسان کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ رب کے پہلے انسان کے آگے روتا ہے۔ اچھے لوگوں کو تمہاری زندگی میں آنا تمہاری قسمت ہوتی ہے اور انہیں سنبھال کر رکھنا تمہارا ہنر۔ بے شک مشکل وقت بتا کر نہیں آتا، مگر سکھا کر اور سمجھا کر بہت کچھ جاتا ہے'' (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''کسانوں کی سب سے بڑی مشکل اس کی فصلوں کی مناسب قیمت کا نہیں ملنا ہے، کسان اپنی فصل میں جتنا لگاتا ہے، اس کا آدھا بھی مقررہ قیمت سے نہیں نکل پاتا ہے، چھوٹے کاشتکاروں کے مسائل تو اور بھی پریشان کن ہیں، ان کی پیداوار تو بازار تک بھی نہیں پہونچ پاتی، درمیان میں ہی بچولیے دلال اونے پونے داموں میں اسے خرید لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کسان قرض میں ڈوبے ہوئے ہیں، کسانوں پر بینک سے زیادہ ساہوکاروں کا قرض ہے'' (پربھات خبر، آسوتوش چترویدی: ۲۷؍فروری ۲۰۲۳ء)

اللہ کی باتیں --- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

بغض وکینہ سے بچئے

’’دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائی ہیں‘‘ (سورہ نساء:۵۴)

وضاحت: اللہ رب العزت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے فضل وکمال اور جاہ ومنصب سے نوازا تھا، اس پر یہود ونصاریٰ جلتے اور حسد کرتے تھے، چنانچہ حق تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ آپ کو تسلی دی کہ آپ کو جو کچھ علم ومرتبہ عطا ہوا، وہ میں نے اپنے فضل وکرم سے عطا کی ہے، ان لوگوں کی باتوں پر ہرگز توجہ نہ دیں اور آپ اپنے دعوتی مشن کو جاری رکھیں۔

حسد، دل کی ایک ایسی مہلک بیماری ہے، جس سے انسان کی کم ظرفی اور احساس کمتری ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ حاسد دوسروں کی نعمت کو دیکھ کر کڑھن محسوس کرتا ہے کہ وہ اس سے چھن جائے ’’**الحسد تمنی زوال النعمة**‘‘ دوسرے آدمی کی نعمت کے زوال کی خواہش کرنا حسد ہے اور یہ بغض وکینہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اور جب یہ مرض کسی آدمی کے دل میں پیدا ہو جائے تو دیمک کی طرح اس کو چاٹنے لگتا ہے، اس کی آگ میں جلتا رہتا ہے، پہلے دوسروں کو نقصان پہونچانے کی کوشش کرتا ہے، لیکن جب دوسرے کو نقصان نہیں پہونچتا تو پھر حسد کی آگ میں خود جلتا رہتا ہے اور اپنی صحت وتندرستی کو خراب کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ موت آجاتی ہے، تو پھر مرنے کے بعد بھی وہ جہنم میں جلے گا، اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد سے بچو، کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے، اس لئے حسد چاہے کسی کے دنیاوی کمال پر ہو یا دینی کمال پر، دونوں حرام ہیں اور اس سے بچنا چاہئے اور جب کبھی یہ کیفیت دل میں پیدا ہو تو فوراً توبہ واستغفار کر کے شیطانی وساوس سے دل کو پاک وصاف کر لینا چاہئے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس کا ایک علاج یہ بیان فرمایا کہ ’’جس سے حسد ہو اس کے لئے ترقی کی خوب دعاء کریں اور اس کے ساتھ احسان بھی کرتے رہیں، خواہ مال سے ہو یا بدن سے، یا دعاء سے، چند دنوں میں حسد دور ہو جائے گا، ہاں، اگر کسی کی نعمت کو دیکھ کر دل میں یہ تمنا پیدا ہو کہ کاش! اللہ یہ نعمت مجھے بھی عطا فرماتا تو یہ حسد نہیں، بلکہ رشک ہے، اور اس کی اجازت ہے، کیونکہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ جب بھی کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھتا ہے تو تمنا کرتا ہے کہ یہ نعمت ہمیں بھی مل جائے، لیکن اس کا بہت زیادہ استحضار کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے، ہاں اگر دینداری کی وجہ سے رشک پیدا ہو کہ فلاں شخص دینداری میں مجھ سے آگے بڑھا ہوا ہے، مثلاً کوئی صاحب علم خود بھی نیک عمل کر رہا ہے اور دوسروں کو بھی نیکی کی طرف بلا رہا ہے، یا کوئی صاحب مال ہے اور وہ اس مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کر رہا ہے اور دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کاش! میرے پاس بھی علم اور مال کی نعمت میسر ہو تو میں بھی نیکی کے کاموں میں حصہ لے سکوں، تو یہ رشک پسندیدہ ہے اور بڑی اچھی بات ہے، مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسد ورشک صرف دو موقعوں پر غیر مضر ہو سکتا ہے، ایک تو ایسے آدمی سے جسے اللہ نے حکمت دی ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہو اور اس کی تعلیم دیتا ہو، دوسرے اس آدمی سے جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہو۔

دورخاپن

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ قیامت کے دن سب سے برا اس شخص کو پاؤ گے جو دو چہروں والا ہوگا کہ ان لوگوں کے پاس ایک رخ سے آتا ہو اور دوسروں کے پاس دوسرے رخ سے جاتا ہو‘‘ (مشکوۃ شریف)

مطلب: دو شخصوں کا دوست بن کر ایک کی بات دوسرے تک پہونچانا اور ان دونوں کے تعلقات کو خراب کرنا دورخاپن ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جس کے دورخ ہوں گے، قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی، یہ اس کی اس عادت ذمیمہ کی تمثیل ہوگی کہ وہ لوگوں سے دورنگ کی باتیں کیا کرتا تھا، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے لکھا ہے کہ دورخ کے لئے صرف ایک کی بات دوسرے تک پہونچانا ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر ایک شخص کے سامنے ایک کی تعریف کرے اور اس کے پاس سے نکلے تو اس کی ہجو کرنے لگے تو بھی وہ دورخا کہلائے گا، منافق کی جو خصوصیات پائی جاتی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے، اسی لئے صحابہ کرام اس کو بھی نفاق سمجھتے تھے، ایک بار حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے کہا گیا کہ ہم لوگ امراء اور حکام کے پاس جاتے ہیں، تو کچھ کہتے ہیں اور جب ان کے پاس سے نکلتے ہیں تو کچھ کہتے ہیں، بولے ہم لوگ عہد رسالت میں اس کا شمار منافق میں کیا کرتے تھے (سیرۃ النبی:٦) عہد نبوت میں منافقین اپنے نفاق کو چھپا کر مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم تو ایمان لے آئے ہیں اور جب منافقوں کے سرداروں سے ملتے تھے تو انہیں یقین دلاتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو مسلمانوں کے ساتھ محض مذاق کر رہے ہیں، ایسے منافق قیامت کے دن سخت سزا کے حق دار ہوں گے اور دنیا میں ذلت وحقارت کی زندگی گذاریں گے، اس سے معلوم ہوا کہ چاپلوسی اور منافقت یہ بہت بری خصلت ہے، اس سے ہر مومن بندہ کو بچنا چاہئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو نفاق اور مداہنت کے اس دلدل سے محفوظ رہنے کے لئے کچھ راہیں بتلائی ہیں، ایک بار جب بنو عامر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وتعریف کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بالکل نہیں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اس مقام سے بلند کر دو جو مجھے اللہ نے عطا کیا ہے، میں محمد ہوں، عبد اللہ کا بیٹا، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سانے کسی کی تعریف کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی، اگر کسی کو اپنے بھائی کی تعریف کرنا ضروری ہو تو یوں کہو میں اسے ایسا سمجھتا ہوں اگر واقعی ان میں وہ خوبیاں موجود ہوں، اس کا حساب کرنے والا اور اجر دینے والا تو اللہ ہے اور یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں شخص اللہ کے نزدیک اچھا ہے، دو منہ والے کا بھی یہی طرز عمل ہوتا ہے ایک کے ساتھ مل بیٹھ کر اس کی تعریف کرتے ہیں اور دوسرے کی برائی بیان کرتے ہیں اور پھر دوسرے کے پاس جاتے ہیں تو پہلے والے کی برائی بیان کرتے ہیں اور سامنے والے کی تعریف کرتے ہیں، جس کی شریعت میں ممانعت آئی ہے، جس سے ہر کوئی کو بچنا چاہئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

باہر کے لاؤڈ اسپیکر سے نماز تراویح کا کیا حکم ہے؟

س: رمضان میں بہت سارے لوگ ایسے مائک سے نماز تراویح پڑھاتے ہیں جس کی آواز باہر کے لاؤڈ اسپیکر سے پورے محلّہ اور آبادی میں گونجتی ہے جس سے برادران وطن کو تکلیف ہوتی ہے اور نمازیوں کی نماز میں خلل ہوتا ہے، ایسا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

ج: نماز میں قرآن کریم کتنی آواز میں پڑھا جائے اس سلسلہ میں اللہ پاک کا واضح ارشاد ہے: ’’**وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِکَ وَلاَتُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَالِکَ سَبِيْلاً**‘‘ سورۃ الاسراء:۱۱۰)

اپنی نماز نہ زیادہ بلند آواز میں پڑھو اور نہ بالکل آہستہ (بلکہ) اس کے درمیان کا راستہ اختیار کرو، صحیح بخاری میں اس حکم کا پس منظر یہ بیان کیا گیا ہے، مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے رفقا کو نماز پڑھاتے اور زور سے قرآن مجید پڑھتے تو مشرکین مکہ قرآن کریم، اللہ رب العزت اور حضرت جبرئیل علیہ السلام تینوں کو برا بھلا کہتے اور ان کی شان میں گستاخیاں کرتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ قرآن بہت زور سے نہ پڑھیں کہ مشرکین سنیں اور گستاخیاں کریں اور اتنا آہستہ بھی نہ پڑھیں کہ نماز میں شریک صحابہ بھی نہ سن سکیں، بلکہ درمیانی راستہ اختیار کریں۔

’’عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِکَ وَلاَتُخَافِتْ بِهَا، قال نزلت ورسول الله صلی الله علیه وسلم مختفی بمکة کان اذا صلی باصحابه رفع بالقرآن فاذا سمع المشرکون سبو القرآن ومن انزله ومن جاء به، فقال الله تعالیٰ لنبیه صلی الله علیه وسلم وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِکَ ای بقرائتک فیسمع المشرکون فیسبو القرآن ولاتخافت بها عن اصحابک فلاتسمعهم وَابْتَغِ بَيْنَ ذَالِکَ سَبِيْلاً‘‘ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر: ٦٨٦/٢، باب سورۃ بنی اسرائیل)

قرآن کریم کے اس حکم سے معلوم ہوا کہ جہاں قرآن کریم کو زور سے پڑھنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہو، اسلام کے دشمن اس کو گستاخی اور بے ادبی کا ذریعہ بناتے ہوں تو وہاں اس سے احتراز کرنا چاہئے، تاکہ ہم بالواسطہ شعائر دین کی بے احترامی کا سبب نہ بنیں (مستفاد: آسان تفسیر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی:۸۴۰/۱)

تراویح میں لاؤڈ اسپیکر خواہ مسجد کے منارہ پر ہو یا کسی گھر یا ہال کے چھت پر قرآن کی آواز باہر محلّہ اور پوری آبادی میں پھیلانا جہاں قرآن وحدیث کے حکم کے صریح خلاف ہے وہیں بہت سارے مفاسد کے حامل بھی ہے، مثلاً:

۱- لاؤڈ اسپیکر سے گونجنے والی غیر معمولی آواز سے غیر مسلموں بالخصوص ان مریضوں کی راحت وآرام اور نیند میں خلل ہوتا ہے جنہیں راحت وآرام کی سخت ضرورت ہوتی ہے جس کی وجہ سے انہیں سخت ناگواری ہوتی ہے، برا بھلا کہتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں اور اسلام وشعائر اسلام کے ساتھ گستاخیاں کرتے ہیں، ظاہر ہے اسلام ان چیزوں کو بالکل پسند نہیں کرتا اور حکم دیتا ہے: ’’**وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِکَ وَلاَتُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَالِکَ سَبِيْلاً**‘‘

۲- یہ وقت عبادت کا ہوتا ہے، ہر طرف لوگ عبادت میں مشغول ہوتے ہیں، عورتیں، مریض اپنے گھروں میں بہت سارے لوگ مسجدوں یا عبادت خانوں میں عبادت کر رہے ہوتے ہیں، باہر سے آنے والی لاؤڈ اسپیکر کی آواز عبادت میں مصروف لوگوں کی عبادت میں خلل ڈالتی ہے، جس سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں معتکف تھے کچھ لوگوں کو زور سے قرآن پڑھتے سنا تو آپ نے اپنے خیمہ کا پردہ ہٹا کر صحابہ کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا: **الاان کلکم مناج ربه فلایوذین بعضکم بعضا ولایرفعن بعضکم علی بعض القرأة‘‘ (صحیح ابن خزیمة: ۱۱۶۲/ ۱۹۰/۳)**

تم میں سے ہر ایک اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہے (اور باآواز بلند قرآن پڑھنے سے دوسروں کی عبادت اور سرگوشی میں خلل پہونچتا ہے جس کی وجہ سے انہیں تکلیف ہوتی ہے) اس لئے کوئی کسی کو ہرگز تکلیف نہ پہونچائے اور قرآن پڑھنے میں اپنی آواز دوسروں پر بلند نہ کرے۔

۳- آیت سجدہ سننے کے بعد سجدہ لازم ہوتا ہے، لاؤڈ اسپیکر کی آواز دور تک جاتی ہے، بہت سے لوگوں کے کانوں سے ٹکراتی ہے، آیت سجدہ بھی سنتے ہیں، بعض دفعہ سننے والوں کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہم نے آیت سجدہ سنی ہے، جس پر ہمیں سجدہ کرنا چاہئے اور اس طرح غیر محسوس طریقہ پر ترک سجدہ کا گناہ ان کو ہوتا ہے، جس کا سبب لاؤڈ اسپیکر سے قرآن کی تلاوت باہر سنانا ہے۔

۴- باہر کے مائک کے ذریعہ تراویح کا مقصد عام طور پر ریا وشہرت اور نام ونمود ہوتا ہے اور یہ اتنا خطرناک مرض ہے جس سے بڑی بڑی عبادتیں رائیگاں ہو جاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنائے گا (یعنی قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اس کے عیوب کے ساتھ ذلیل ورسوا کرے گا) نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ریاکاری کی سزا دے گا یعنی قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ اپنا اجر وثواب اسی سے مانگو جس کے لئے تم نے وہ عمل کیا تھا: **’’عن جندب قال قال النبی صلی الله علیه وسلم: من سمع سمع الله به ومن یراء یراء الله به‘‘ (صحیح البخاری: ۹۶۲/۲، باب الریا والسمعة)**

لہذا صورت مسئولہ میں نماز تراویح یا دیگر فرض نمازوں کو ایسے لاؤڈ اسپیکر سے ادا کرنا جس کی آواز باہر پھیلے، قرآن وحدیث اور مزاج شریعت کے بالکل خلاف ہے، جس سے احتراز بہر حال لازم وضروری ہے، مائک سے نماز کی ادائیگی میں اس بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ آواز مسجد یا نماز ادا کرنے کی جگہ سے باہر نہ پھیلے تاکہ دوسروں کی تکلیف اور ایذا رسانی سے بچ سکیں اور قرآن کریم کی بے ادبی وبے احترامی نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 11 مورخہ ۲۰/شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۳/مارچ ۲۰۲۳ء روز سوموار

فکری یلغار

قدیم زمانے میں لڑائیاں جسمانی طاقت وقوت، چستی پھرتی اور حکومتوں کی فوجی منصوبہ بندی کے ذریعہ ہوا کرتی تھیں، مقابلہ آمنے سامنے کا ہوتا تھا، اور جیت ہار کا فیصلہ فوجوں کی شکست پر ہوا کرتا تھا، لیکن اب لڑائیاں آمنے سامنے نہیں ہوتی ہیں؛ سائنسی ترقیات نے اس طریقۂ کار کو از کار رفتہ کر دیا ہے، اب تو آسمان سے آگ برستی ہے، سمندر کے راستے بحری بیڑے چلتے ہیں، اور پل بھر میں دشمن کے ٹھکانوں کو نیست ونابود کر کے واپس ہو جاتے ہیں، جن کے پاس نیوکلیائی ہتھیار ہیں، ہلاکت خیز میزائیل ہیں، ان کی زد میں دنیا کے بیشتر ممالک ہیں اور وہ بھبھکیاں دے دے کر کمزور ملکوں کا جینا حرام کیے ہوئے ہیں، لیکن یہ چھوٹی جنگ ہے اور یہ زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہا کرتی ہے۔ لیکن جنگ کا ایک دوسرا میدان انتہائی وسیع ہے، اس میدان میں توپ، میزائیل، ٹینک، گولے بارود نہیں ہوتے، بلکہ اس لڑائی میں فکری یلغار ہوتی ہے، انتہائی منظّم اور غیر معمولی منصوبہ بند، اس حملہ کے اثرات کھیت، کھلیان، گھر، مکان اور دوکان پر نہیں پڑتے، سیدھے سیدھے دل، دماغ، عقل وشعور پر پڑتے ہیں، دل کی دنیا بدل جاتی ہے، سوچنے کا انداز بدلتا ہے، اور اس تبدیلی کے اثرات صدیوں تک جاری رہتے ہیں اور نسل کی نسل تباہ ہو کر رہ جاتی ہے، اس تباہی کے نتیجہ میں ارتداد کی وہ لہر پیدا ہوتی ہے جو کچھ دن تک تو نظر نہیں آتی، لیکن گذرتے ایام کے ساتھ اس کا مشاہدہ عام ہو جاتا ہے، ہر کوئی کھلی آنکھوں اسے دیکھ سکتا ہے، قوموں کی تاریخ میں یہ بڑا نازک وقت ہوتا ہے، اس لیے کہ اس یلغار سے مذہبی اقدار، خیالات ومعتقدات سب کے سب برباد ہو جاتے ہیں اور فاتح وہ قرار پاتا ہے جس نے دل ودماغ کی دنیا بدلنے کا کام کیا ہے۔

فکری یلغار کا یہ سلسلہ آج سے نہیں زمانۂ قدیم سے چلا آرہا ہے، ہندوستان کی حد تک اس کا آغاز مغلیہ سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا، انگریزوں کے عہد میں فکری یلغار کا یہ سلسلہ دراز ہوا، لارڈ میکالے نے ایسی تعلیمی پالیسی غلام ہندوستان کو دیا، جس کی وجہ سے ایک ایسا طبقہ وجود میں آیا جو رنگ ونسل کے لحاظ سے تو ہندوستانی تھا، لیکن اس کا ذوق، ذہن، اخلاق اور فہم وفراست انگریزوں کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا، یہی وہ چیز تھی جس کو ختم کرنے کے لئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے دار العلوم دیو بند قائم کیا اور یہ فکر بخشی کہ ہمیں ایک ایسی نسل تیار کرنی ہے؛ جو دیکھنے سننے اور رنگ ونسل کے اعتبار سے ہندوستانی ہو، لیکن اس کے جسم میں دھڑکتا دل اور عقل وشعور ایمانی واسلامی پانی سے سیراب کیے گیے ہوں، اور تربیت اس نہج پر کی گئی ہو کہ ان پر اللہ کا رنگ غالب آگیا ہو اور اللہ کے رنگ سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے، یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا گیا۔ الحمدللہ حضرت نانوتویؒ کا یہ فیضان جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

عصر حاضر میں اس سلسلہ کو سب بڑا خطرہ تعلیم کے بھگوا کرن سے ہے، جس کی تیاری مکمل ہے اور مرکزی حکومت نے نئ تعلیمی پالیسی کے نام سے اسے رائج کر دیا ہے، اس پالیسی کے نتیجے میں اسلامی تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ان رسومات کو اسکولوں میں رائج کیا جارہا ہے جو ایمانی اور اسلامی بنیادوں کو متزلزل کر رہے ہیں، ان مثالی انسانوں کی زندگی کو نصاب تعلیم سے نکال باہر کیا گیا ہے، جنہوں نے اس ملک کو اخلاقی اقدار سے مالا مال کیا اور جو یہاں کی تہذیبی شناخت سمجھے جاتے ہیں، اس مسئلہ کا صرف ایک حل ہے کہ ہم بنیادی دینی تعلیم کے نظام کو مضبوط کریں، اس کا ایسا نصابِ تعلیم ہو جو شروع سے ہی طلبہ وطالبات پر ایمانی حرارت اور دینی غیرت پیدا کریں، سرکاری سطح پر نہ سہی، ہم اپنے طور پر انہیں ہندوستان میں مسلمانوں کے ذریں عہد سے واقفیت بہم پہونچائیں، اور ان کی ہمہ جہت خدمات سے انہیں واقف کرائیں۔

عالمی سطح پر اسلام کے خلاف فکری یلغار امریکہ، اس کے حلیف ممالک اور مغرب کی طرف سے ہو رہا ہے، اور اب اس نے عالم عرب میں اپنی جگہ بنانی شروع کر دی ہے، اس کے لیے امریکہ نے عالم اسلام کے قلب سعودی عرب میں اپنی آفس کھول رکھی ہے، اس کا مقصد سعودی عرب میں رائج نصاب تعلیم کا جائزہ لے کر دینی کتابوں سے تشدد پر مشتمل مواد کو خارج نصاب کرنا ہے، وہابی تحریک انگریزوں کے مخالف رہی ہے؛ اس لیے سعودی عرب کے نصاب سے وہابی تحریک کے ذکر کو حذف کر دینا ہے، ائمہ، علماء اور نوجوانوں کی معتدل تربیت کا نظم اب وہائٹ ہاؤس کی نگرانی میں کیا جائے گا، تا کہ ایک اعتدال پسند نسل کو وجود میں لایا جائے، جو عقال، عبا اور چوغہ پہنتی ہو؛ لیکن اس کا دل ودماغ امریکہ وبرطانیہ کے افکار واقدار میں گروی ہو، اور اس کے معتقدات اسلام سے میل نہ کھاتے ہوں، یہ سب محض خیالات نہیں ہیں، سموئیل ماری نیوس زویمر (Samuel Marinus Zwemer) نے بیسویں صدی کے اوائل میں ہی اعلان کر دیا تھا، کہ ہم نے اسلامی ممالک کے نظام تعلیم پر اپنا کنٹرول کر لیا ہے، زویمر کے ساتھ کرومر (Cromer) بھی اس مہم میں شریک رہا ہے اور مصر کے تعلیمی نظام اور تربیتی اقدار کو تبدیل کرنے میں اس نے کلیدی کردار ادا کیا ہے، مصر کے بعد ترکی ان کا بڑا ہدف رہا، خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد اسلامی نظریات اور طریقوں کو جس طرح وہاں سے حکومتی سطح پر بے دخل اور نیست ونابود کرنے کی کوشش کی گئی، وہ تاریخ کا بدترین باب ہے۔ اللہ کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ ترکی کا ''مرد بیمار'' ہوش میں آگیا ہے، اور تدریجا وہاں اسلامی نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کو رائج کرنے کی کوشش جاری ہے، ترکی وزارت تعلیم نے اپنے نصاب سے غیر اسلامی چیزوں کو نکالنا شروع کر دیا ہے، مکتب کا نظام جس پر زمانہ دراز سے پابندی تھی، اب وہاں پھر سے کام کرنے لگا ہے۔

غیر محفوظ دنیا

دنیا جتنی تیزی سے ترقی کر رہی ہے، اسی قدر غیر محفوظ ہوتی جا رہی ہے، سائنسی ترقیات نے دنیا کو ایسے ایسے ہتھیار دے دیے ہیں کہ حکمرانوں کا مزاج بگڑا اور دنیا منٹوں میں تباہ کرنے کے منصوبے زیر غور آگیے، ماضی میں ہیروشیما اور ناگاساکی کا حشر ہم دیکھ چکے ہیں، یہ دونوں شہر تباہ وبرباد، بلکہ خاکستر ہو گیے اور اس کے اثرات جو انسانی اجسام اور ذہن ودماغ پر پڑے ہیں، اس سے جاپان اپنی تمام تر ترقیات کے باوجود آج بھی باہر نہیں نکل سکا ہے، بھوپال گیس المیہ اگر ذہن میں محفوظ ہو تو وہاں کی تباہی وبربادی بھی خون کے آنسو رلاتی ہے، ہزاروں لوگوں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑا، حالات یہ تھے کہ لوگ مرتے مرتے بھاگ رہے تھے اور بھاگتے بھاگتے مر رہے تھے، یہ کوئی سوچی سمجھی سازش نہیں تھی، لیکن مہلک گیس نے موت کی نیند سلانے میں تاخیر نہیں کی، ہندوستان میں ہونے والے فسادات نے کتنوں کی دنیا اجاڑ دی، ۲۰۰۲ء میں گجرات کا فساد، آسام کے کوکرا جھار کا فساد اور ۲۰۱۳ء میں مظفر نگر فساد کو ہم بھول نہیں پائے ہیں، جس میں ہزاروں لوگوں کو مار ڈالا گیا، لاکھوں لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے، کبھی قدرتی آفات بھی ہمیں غیر محفوظ بنا دیتے ہیں، سیلاب اور زلزلے خواہ وہ کشمیر کے ہوں یا بہار واڈیشہ کے، ایسے موقع پر انسان کتنا مجبور نظر آتا ہے، سائنسی نقطۂ نظر سے دیکھیں تو یہ آفات بھی ہم نے اپنے ہاتھوں لانے کا کام کیا ہے، قدرت کی جانب سے توازن کا جو انتظام کیا گیا تھا، اسے ہم نے تہہ وبالا کر دیا، درخت کٹ رہے ہیں، جنگل صاف ہو رہے ہیں، پہاڑ توڑ کر مکان اور سڑکوں کی تعمیر ہو رہی ہے، ہم ترقی یافتہ ہو رہے ہیں، اور زندگی ہلاکت وبربادی کی شاہ راہ پر تیزی سے رواں دواں ہے۔

ہندوستان سے باہر نکل کر دیکھیں تو برما میں روہنگیا مسلمانوں کا قتل عام جس طرح کیا جارہا ہے، اسے نسل کشی کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے، چار لاکھ افراد سے زائد پناہ گزیں کیمپوں میں پڑے ہیں اور کس مپرسی کی زندگی گذار رہے ہیں، عراق کا دوسرا بڑا شہر موصل داعش اور عراقی افواج کی طاقت آزمائی سے کھنڈر بنا ہوا ہے، موصل میں آٹھ قصبے تھے، چھ کا نام ونشان مٹ چکا ہے، نوے فی صد خاندان ایسے ہیں، جنہیں اپنے خاندان کے کسی نہ کسی فرد کی جدائی اور موت کا غم ستا رہا ہے، بیس لاکھ آبادی والا یہ شہر اس قدر ویران ہوا کہ اب صرف ساڑھے چھ لاکھ لوگ وہاں موجود ہیں، ساڑھے چار لاکھ امدادی کیمپوں میں گذر بسر کر رہے ہیں، نو لاکھ افراد ملک چھوڑ کر جا چکے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے غذا کی کمی کے شکار ہیں، سر پر سائبان نہیں، پڑھنے کا انتظام نہیں، بنیادی علاج ومعالجہ سے محروم، ان کی زندگی کتنی غیر محفوظ ہے، اس کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ ترکی کے حالیہ زلزلے اور چالیس ہزار سے زائد اموات نے غیر محفوظ زندگی کا ایسا نقشہ نظروں کے سامنے پیش کیا، جسے مدتوں بھلایا نہیں جا سکے گا۔

یہی حال شام کا ہے، ایک کروڑ نوے لاکھ کی آبادی کا یہ شہر بشار الاسد اور دوسرے ملکوں کے ظلم وستم کی وجہ سے برباد ہو گیا ہے اور نصف سے زیادہ آبادی کی حیثیت پناہ گزینوں کی سی ہو گئی ہے، جو لوگ ملک چھوڑ کر گیے اس میں ۳۰ لاکھ یمن، دس لاکھ لبنان، چھ لاکھ ساٹھ ہزار ترکی ۲/لاکھ بیالیس ہزار، عراق اور ایک لاکھ بائیس ہزار مصر کے کیمپوں میں کس مپرسی کی زندگی گذار رہے ہیں، ترکی کے قیامت خیز زلزلے کے بعد وہاں کے پناہ گذیں تیزی سے شام کی طرف لوٹ رہے ہیں؛ حالانکہ حالیہ زلزلہ نے شام کے بعض علاقوں میں تباہی مچائی ہے اور اب نئ افتاد اسرائیل کے شام پر حملے سے آرہی ہے، جو زلزلہ سے بچ گئے اب ان کے اوپر جنگ مسلط کر دی گئی ہے، جس کی وجہ سے موت کا سایہ ان کے سروں پر دراز ہو رہا ہے۔

صومالیہ کی صورت حال بھی اس سے مختلف نہیں ہے، یہ بھی انسانی آبادی کے لیے غیر محفوظ ہو گیا ہے، یہاں کے بہت سارے لوگ یمن کے پناہ گزیں کیمپوں میں پڑے ہیں، جب کہ یمن کو ایران نواز حوثی باغیوں نے تباہ کر رکھا ہے، ان کے حوصلے اتنے بلند ہیں کہ انہوں نے سعودی عرب کی کئی مساجد کو نشانہ بنالیا، یہ احوال وواقعات بتاتے ہیں کہ دنیا کتنی غیر محفوظ ہو گئی ہے، کچھ کہا نہیں جا سکتا کب، کیسے حالات پیش آئیں اور کس کو اپنا وطن چھوڑنا پڑے اور کون افواج اور ممالک کی چیرہ دستیوں کا شکار ہو کر جان ومال عزت وآبرو سے ہاتھ دھو بیٹھے، ان حالات میں انسانی حقوق کی تنظیم کو آگے آکر کچھ کرنا چاہیے، لیکن وہ صرف مہلوکین کے اعداد وشمار اور مظلومین کے انڈکس بنانے میں لگی ہے، عرب لیگ میں آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہے، ساری حکومتوں کو اپنی بقا کی فکر ہے، اور عرب بہاریہ کے واقعات نے اسے اندر سے ڈرا رکھا ہے، انفرادی طور پر بیش تر مغربی ممالک کے چشم وابرو پر گذارا کر رہے ہیں، قدرت نے سیّال سونا پٹرول کی شکل میں انہیں دیا تھا، لیکن یہ نعمت بھی دوسروں ہی کے کام آرہی ہے، باری باری ملکوں کو برباد کرنے کی مہم چل رہی ہے، عراق، یمن، شام، افغانستان کی دفاعی قوت وطاقت کو ختم کیا جا چکا ہے، اور دوسرے ملکوں کا نمبر بھی آنے ہی والا ہے۔

ان حالات میں ضرورت ہے کہ اپنی دفاعی قوت کو مضبوط کیا جائے اور اس پر پوری توجہ دی جائے، اے پی جے عبد الکلام نے کہا تھا کہ **''امن پسند رہنا ضعف کے ساتھ مجبوری ہے اور قوت کے ساتھ امن پسند ہونا ایک شریفانہ عمل ہے''** اسی لیے انہوں نے ملک کو میزائل ٹکنالوجی دیا، نیوکلیائی ہتھیار سے ملک کو خود کفیل بنایا، آج گاندھی کا یہ دیش ایٹم بم بھی رکھتا ہے اور عدم تشدد کی پالیسی پر کار بند رہنے کا دم بھی بھرتا ہے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ غذائی اجناس میں گھر میں وصال کے وقت صرف ڈیڑھ سیر جو تھا، لیکن تلوار آٹھ عدد، ڈھال آٹھ عدد اور تیر کمان چھ عدد موجود تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امن کے ساتھ جینا چاہیے، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اس پر شاہد ہے، لیکن دفاعی قوت ایسی ہونی چاہیے کہ کوئی آنکھ اٹھانے کی ہمت نہ کر سکے، اور وقت آنے پر ہم مجبور محض بن کر رہ نہ جائیں، قرآن کریم میں **وَاَعِدُّو لَهُمْ مَااسْتَطَعْتُمْ** کہہ کر اسی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ آج پوری دنیا میں جو فساد وبگاڑ ہے اس کے لیے اسلام کے امن وشانتی کے پیغام کو عام کرنے اور دفاعی قوت کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے، سیاسی بصیرت اور مؤمنانہ فراست کے ساتھ دعوت کے کام کو آگے بڑھانے اور اپنے کیرکٹر وکردار کو قرآن واحادیث کے مطابق کرنے کی ضرورت ہے، اور ان سب کے ساتھ خدا کی نصرت ومدد کا طلب گار بھی ہونا چاہیے، خدا کی نصرت ومدد ضرور آتی ہے، آئے گی، لیکن آزمائشوں کے بعد آتی ہے، یہ آزمائشیں کبھی سخت وسست سننے کی حد تک ہوتی ہیں اور کبھی خوف ودہشت، بھوک، جان ومال اور کھیتیوں کو تباہ وبرباد کر کے، ان آزمائشوں میں جو کھرا اترا اور اللہ کی طرف لو لگائے رکھا، اس کی مدد اس طرح ہوتی ہے، جس کا وہم وگمان نہیں ہوتا، سیرت پاک میں غزوات کے واقعات کو پڑھیے اور اس سے نتائج اخذ کیجئے تو آپ بھی ان گذارشات کی تائید پر خود کو مجبور پائیں گے۔

یادوں کے چراغ : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ابن کنول؛ خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا

دہلی یونیورسٹی کے سابق صدر شعبہ اردو مشہور ادیب، شاعر، افسانہ و خاکہ نگار، ناصر محمود کمال قلمی نام ابن کنول کا ۱۱/ فروری 2023 کو علی گڑھ میں انتقال ہو گیا، وہ دہلی سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ اردو کے پی ایچ ڈی کے وائیوا کے سلسلے میں علی گڑھ گئے تھے، وائیوا سے فارغ ہوکر وہ اپنے رشتہ داروں سے ملنے جمال پور گئے تھے، اسی درمیان دل کا دورہ پڑا، فوراً ہی جواہر لال نہرو میڈیکل کالج علی گڈھ لے جایا گیا، لیکن وقت موعود کا تو کوئی علاج ہی نہیں ہے، سو آکر رہا تدفین علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے قبرستان میں ہوئی۔ ابن کنول معروف قومی شاعر قاضی شمس الحسن کنول ڈبائیوی بن قاضی شریعت اللہ (متوفی 1930) بن قاضی ادہم علی کے صاحب زادہ تھے، انہوں نے اپنا قلمی نام والد کے تخلص سے نسبت پیدا کرتے ہوئے ابن کنول رکھا تھا، اور اسی نام سے مشہور تھے، 15 / اکتوبر 1957 کو بہجوئی، ضلع مرادآباد میں آنکھیں کھولیں، ابتدائی تعلیم گنور، بدایوں کے اردو میڈیم اسلامیہ اسکول میں ہوئی، 1962ءمیں وہ پہلی جماعت میں داخل ہوئے، اور حاجی صفدر علی مرحوم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، پانچویں جماعت تک یہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد منٹو سرکل اسکول علی گڑھ میں داخل ہوئے، اس اسکول کا دوسرا نام سیف الدین طاہر ہائی اسکول بھی ہے، 1972ءمیں ہائی اسکول کی تعلیم مکمل ہوئی، 1978ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم اے کیا، انہوں نے یہاں کے دوران قیام ادب کی نامور شخصیات قاضی عبدالستار، خلیل الرحمٰن اعظمی، عتیق احمد صدیقی، پروفیسر شہر یار اور نور الحسن نقوی جیسے علم وادب کے ماہرین سے کسب فیض کیا۔ ایم فل اور پی ایچ ڈی دہلی یونیورسٹی سے 1978 سے 1984ء کے درمیان کیا۔ ان کے مقالہ کا عنوان ”بوستان خیال کا تہذیبی ولسانی مطالعہ“ تھا، اس مقالہ کی تکمیل انہوں نے ڈاکٹر تنویر احمد علوی کی نگرانی میں کیا۔ 1985 میں دہلی یونیورسٹی کے شعبہ اردو سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا، اور ترقی کرتے ہوئے صدر شعبہ اردو کے مقام تک پہونچے۔ اکتوبر 2022ء میں اسی عہدے سے سبکدوشی عمل میں آئی۔

ابن کنول کے اجداد عہد شاہ جہانی میں ہندوستان وارد ہوئے اور اپنی علمی عبقریت وعظمت کی وجہ سے قاضی کے منصب پر فائز ہوئے، اور قصبہ ڈبائی میں رہائش اختیار کی، آپ کے دادا مشہور وکیل تھے، اور پردادا فارسی اور سنسکرت کے مشہور عالم، والد کی شاعری کے دو مجموعے بساط زیست اور سوز وطن ان کی زندگی میں شائع ہوکر مقبول ہو چکے تھے۔ ابن کنول نے انہیں کلیات کی شکل میں ”مضراب“ کے نام سے بھی شائع کیا ہے، ابن کنول کی نشو ونما ادبی ماحول میں ہوئی، اس لیے ان کے اندر شعر وادب کا ذوق بڑی حد تک فطری اور موروثی تھا، چنانچہ ابن کنول نے دوران طالب علمی ہی سے کہانیاں لکھنا شروع کیا، بعد میں افسانہ نگاری میں انہوں نے بڑا نام کمایا، ان کے افسانے ملک کے مؤقر اخبارات ورسائل میں مسلسل شائع ہوتے رہے، ان کی تصانیف وتالیفات میں ”تیسری دنیا کے لوگ، بند راستے، بوستان خیال: ایک مطالعہ، آؤ اردو سیکھیں، انتخاب سخن، تحقیق وتدوین، اردو لوک ناٹک: روایت اور اسالیب“ خاص طور پر مشہور ومعروف ہیں۔ ابن کنول نے اپنی کہانیوں میں اسلامی واقعات و تلمیحات کا سہارا لے کر قاری تک حقائق پہونچانے کی کوشش کی ہے، ”ایک شب کا فاصلہ“ میں اصحاب کہف کے واقعہ سے پلاٹ تیار کیا گیا ہے، ”سویٹ ہوم“ میں حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے ذریعہ وادی غیر ذی زرع میں بچوں کو چھوڑ جانے کے واقعہ سے مواد اخذ کیا گیا ہے، ”تیسری دنیا کے لوگ“ کی کہانی بدر کے تین سو تیرہ والے واقعہ کی تلمیح کے سہارے کھڑی ہے۔ ابن کنول کی تخلیقات کی پذیرائی غیر مما لک میں بھی ہوئی، انہوں نے امریکہ، ماریشس، انگلینڈ، پاکستان اور روس کے اسفار کیے اور وہاں کے سیمینار اور سمپوزیم میں شرکت کی، ان کی خدمات کے اعتراف میں ہریانہ، بہار، مغربی بنگال کی اردو اکیڈمیوں نے مختلف ایوارڈ اور انعامات سے نوازا، جن میں سرسید ملینیم ایوارڈ دہلی برائے اردو فکشن ایوارڈ (2001ء) کنور مہندر سنگھ بیدی ایوارڈ ہریانہ (2007ء) دہلی اردو اکادمی فکشن ایوارڈ (2008ء) عبد الغفار نساخ ایوارڈ کولکاتہ (2017ء) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ابن کنول نے افسانوں کے علاوہ خاکے، انشائیے، ڈرامے اور سفرنامے وغیرہ بھی لکھے، تنقید نگاری میں بھی انہوں نے اپنا ایک مقام بنایا۔

ابن کنول کا سانحہ ارتحال علمی وادبی دنیا کے بڑے خسارے کے طور پر دیکھا جا رہا ہے، وہ باغ و بہار شخصیت کے مالک اور تصنع سے پاک زندگی گزارنے کے عادی تھے، ان کی تحریر صاف ستھری، مشکل اور پیچیدہ ترکیب اور الفاظ سے شعوری گریز کے مثال کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے، وہ اپنے شاگردوں پر بہت مہربان تھے، سماجی زندگی گزارا کرتے تھے، اس لیے ان کا سماجی دائرہ غیر معمولی طور پر وسیع تھا، ان کی تحریروں سے مطالعہ کی گہرائی اور مشاہدات کی وسعت کا پتہ چلتا ہے۔

دہلی یونیورسٹی سے سبکدوشی کے بعد حال میں ہی ان کی عمرہ سے واپسی ہوئی تھی، اور دھیرے دھیرے وہ مذہبی اعمال کی طرف بڑھ رہے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب انہیں آخرت کی فکر دامن گیر ہے، سبک دوشی کے بعد ایسا عموماً ہوتا بھی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ جانے والا اس قدر جلد چلا جائے، جلد بھی ہمارے اعتبار سے ہے، ورنہ اللہ رب العزت کے نزدیک سب کا وقت مقرر ہے، جب بلاوا آئے چل دینا ہے، ہمیں چوں کہ وقت موعود کا علم نہیں، اس لیے جب کوئی گزرتا ہے تو ہمارے احساسات اسی قسم کے سامنے آتے ہیں، اللہ رب العزت ان کی مغفرت فرمائے، پس ماندگان کو صبر جمیل دے، آمین!

بلا کی چمک اس کے چہرے پہ تھی
مجھے کیا خبر تھی کہ مر جائے گا

کتابوں کی دنیا :ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

آوارجہ

محترم جناب محمد شکیل خان اپنے اصلی نام سے کم اور قلمی نام شکیل سہسرامی کے نام سے زیادہ جانے اور پہچانے جاتے ہیں، ۵/ جولائی ۱۹۶۶ء کو ہیڈ مولوی عبدالوحید خان غازی شمسی مرحوم اور پاکباز صالحہ خاتون کے گھر سہسرام میں اپنی آنکھیں کھولنے والے شکیل سہسرامی ان دنوں رحمٰن مسجد کے پاس سمن پورہ، راجہ بازار، پٹنہ میں مقیم ہیں، گو اصلی پتہ مولوی عبدالوحید منزل، کرن سرائے، سہسرام آج بھی ہے۔ ان کے ایک بھائی مختار احمد خان شگفتہ سہسرامی سے جو خوش گلو شاعر ہیں میری ملاقات برسوں پرانی ہے، البتہ پہلی ملاقات جامعہ ایوبیہ چک نصیر، ضلع ویشالی کے سنگ بنیاد کے موقع سے ہوئی تھی، جہاں ہم دونوں الحاج محمد سلیم رضوی مرحوم مالک ڈیزی ہوٹل دریاپور، سبزی باغ، پٹنہ کی دعوت پر جمع ہوئے تھے۔

”آوارجہ“ شکیل سہسرامی کی دو سو سے زائد غزلوں کا مجموعہ ہے، اور بقول ان کے یہ پختہ شاعر کی ناپختہ شاعری ہے، انہیں احساس ہے کہ

یہ اور بات کہ اس میں ہیں خامیاں کافی
مگر خوشی ہے کہ سارا کلام اپنا ہے

آپ اس اعتراف کو ان کی تواضع اور انکساری پر بھی محمول کر سکتے ہیں، البتہ ان کے اس بیان میں حقیقت ہے کہ انہوں نے ابتداء سے تا حال اپنے بالیدہ ذوق کے ساتھ مسلسل فنی ریاضت اور عصری تناظر میں مسائل حیات وکائنات پر اپنی بساط بھر غور وفکر کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ آوارجہ اسی غور وفکر کا نتیجہ ہے۔ آوارجہ کی غزلوں میں سادگی ہے، تنوع ہے اور فطری طرز تکلم کو برتا گیا ہے، مجموعہ میں تشکیلیات اور ساختیات کے قبیل کے الفاظ بھی نہیں ہیں، شاعر نے سامنے سے چیزوں کو اٹھا کر قاری کے سامنے رکھ دیا ہے اور اس فطری طرز تکلم میں رفعت تخیل اور فکری ندرت کہیں گم ہوکر رہ گئی ہے۔ اس کا ایک فائیدہ یہ ضرور ہوا کہ ان پر مشکل پسندی کا الزام نہیں لگایا جا سکتا ہے، وہ چاہتے ہیں کہ ان کی شاعری ”از دل خیزد، بر دل ریزد“ کی مصداق بنے، شکیل سہسرامی نے اپنی غزلوں میں جن چیزوں کو برتا ہے، ان کو ”کلمات خویش“ میں تفصیل سے لکھا ہے۔ یہ اقتباس پڑھیئے: ”میں نے واضح شعور کے ساتھ روش عام سے ذرا ہٹ کر سہی، مگر ٹھکرائے ہوئے لفظوں کو دانستہ طور پر گلے لگایا ہے، مجھے یقین ہے کہ میری غزلوں میں سادگی وسلاست، تکلمی زبان، مقامی رنگ و آہنگ، جدید عصری الفاظ کا استعمال، احساسات کو مشاہدات کی سطح پر لا دینے کا انداز، کلام مشاہیر سے بہ طرز خاص غذا یا فنگی کا عنصر، دعاء و تلمیح، رعایت لفظی، مناسبات تجنیس، تضاد و تکرار، امثال ومحاورات۔ کچھ خاص لفظی حوالے اور تجربے سے عکس تضادات، عصری ایجادات کی لفظیات، بعض مصرعوں میں مقولے کی کیفیت، تراکیب کا حسن، طنز کا تیکھا پن، سیاقت عدد و سیاقت تخلص، قوافی کا خاص انتخاب اور اصطلاحات و ہندی الفاظ کا استعمال، یقیناً اہل ذوق کے لیے حظ ونشاط اور مسرت وبصیرت کے اسباب مہیا کر سکے۔“

اقتباس ذرا طویل ہو گیا، لیکن مجموعہ کی خصوصیات کو سمجھنے کے لیے اسے گوارہ کر لیجیے، البتہ ان تمام کو جوڑ کر اس طرح مت دیکھئے گا کہ یہ محض شاعر کی خوش فہمیوں کا صدقہ نظر آئے اور آپ ان کے درمیان تضادات تلاش کرنے لگیں، اگر آپ نے ایسا کیا تو یہ شاعر پر زیادتی ہوگی، کیوں کہ یہ تفصیلات کسی ایک غزل میں نہیں سما گئی ہیں، بلکہ الگ الگ غزلوں میں ان چیزوں کا استعمال ہوا ہے اور تناقض کے لیے زمان ومکان کی وحدت ضروری ہوا کرتی ہے۔

آوارجہ کا انتساب ”تمام متشاعروں کے نام“ ہے، کچھ سمجھا آپ نے؟ متشاعر کہتے ہیں بتکلف شاعر بننے کو، یہ تکلف سرقہ اور اساتذہ کے اشعار کو اپنے نام سے پیش کرنے کے سلیقہ سے بھی سامنے آتا ہے، کبھی کبھی تو توارد کا سہارا لے کر پوری پوری غزل متشاعر ہضم کر جاتا ہے، آج بہت سارے شاعر ہمارے درمیان حقیقتاً متشاعر ہیں۔ ٹھیٹ زبان میں کہیں تو وہ شاعر کم، گویّا زیادہ ہیں، ایسی تان سے پڑھتے ہیں کہ ”تان سین“ فیل ہو جائے، ایسے میں قافیہ وردیف کے تار سیمیں پر بل پڑ جاتا ہے۔

شکیل سہسرامی متشاعر نہیں، شاعر ہیں، ان کی غزلوں میں آپ بیتی اور جگ بیتی دونوں ہے، مضامین کے اعتبار سے ان کی بعض غزلیں کلاسیکی انداز کی ہیں، جن کے اشعار میں محبت وعشق کی کیفیات، جذبات واحساسات کی بھر پور عکاسی ملتی ہے، بعض غزلیں غم روزگار اور عصری مسائل ومشکلات پر مرکوز ہیں، ان کے تجزیہ سے ترقی پسندی کی بو آتی ہے۔ آج کے دور میں ایسی شاعری کو عصری حساسیت پر مبنی قرار دے کر یہ کہا جاتا ہے کہ شاعر اپنے گرد وپیش کے حالات سے باخبر ہے اور وہ انتہائی سنجیدگی کے ساتھ اپنی یہ باخبری قاری تک منتقل کرنا چاہتا ہے۔ شکیل سہسرامی غم یار کی بات کرتے ہوں یا غم روزگار کی، قاری کو اپنی گرفت سے باہر نہیں نکلنے دیتے، سادے اور صاف اسلوب میں وہ قاری کے ذہن ودماغ پر حملہ آور ہوتے ہیں اور اس حملے کے نتیجے میں قاری کے ذہن و دماغ کے سارے دروازے وا ہو جاتے ہیں۔ شکیل سہسرامی نے اپنی شاعری میں جن لفظیات کو استعمال کیا ہے، ان میں تعقید لفظی ومعنوی، تنافر حروف اور غرابت لفظی کا کہیں گزر نہیں ہے۔ سوائے اس مجموعہ کے نام ”آوارجہ“ کے جس کے معنی تک پہونچنے کے لیے قاری کو ذہنی جمناسٹک بھی کرنی پڑے گی، اور لغت کے اوراق بھی پلٹنے پڑیں گے۔ آوارجہ کی متنی خواندگی لغت میں ”آوَارِجَہ“ کے اعراب کے ساتھ درج ہے، یہ فارسی الاصل ہے، مذکر لفظ ہے اور اس کے معنی آمد وخرچ کے حساب کی کتاب ”بہی کھاتہ“، ”روکڑ بہی“ کے آتے ہیں۔ فرہنگ آصفیہ میں اس کے معنی ابتری، پریشانی، سراسیمگی، بے سروسامانی، بیہودگی، خرابی، ویرانی، لُچپن، بدمعاشی اور بدچلنی کے درج ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ شاعر نے اس مجموعہ کا نام آوارجہ کس معنی میں رکھا ہے، آج کل لوگ ساختیات اور تشکیلیات کے حوالہ سے ایسا نام رکھتے ہیں۔ لیکن یہ تو تشکیلیات کے قبیل کا لفظ نہیں ہے، سرورق پر جو تصویر دی گئی ہے، اس میں کتاب کے اوپر دو دل کی بھی تصویر مرصع ہے، اس کا مطلب ہے کہ یہ احوال دل کا بہی کھاتہ ہے۔ قاری شکیل سہسرامی کے کسی شعر میں تو نہیں اٹکے گا، کیوں کہ وہ صاف اور سادہ ہیں، لیکن نام میں اٹک کر رہ جائے گا، اور اٹکنے کے بعد وہ شکیل سہسرامی کی یہ عبارت پڑھے گا تو اسے محسوس ہوگا کہ یہ محض لفاظی ہے۔ ”دوراز کار علامات و استعارات، خودرو پودوں کی مانندیوں قدم قدم پر پھیلا دیے جائیں کہ ترسیل و ابلاغ نہیں؛ بلکہ صرف اس کے المیے ہی المیے رہ جائیں اور کوئی ’کلمہ تعوذ‘ قاری کو اس عفریت کے شکنجے سے پناہ نہ دے سکے۔“

ارم پبلشنگ ہاؤس دریاپور کے مطبع ارم پرنٹرس کے مطبع میں محکمۂ سکریٹریٹ اردو ڈائرکٹوریٹ کے تعاون سے چھپی اس دو سو چونسٹھ صفحے کی کتاب کی قیمت دو سو پچاس روپئے ہے، بک امپوریم سبزی باغ، پٹنہ سے قیمتاً اسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

حکایات اہل دل

قلم: مولانا رضوان احمد ندوی

انسان تو کجا فرشتے بھی آپ کی تلاوت سن کر لطف اندوز ہوتے: ایک رات کا واقعہ ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے صحن میں لیٹے ہوئے تھے، آپ کا بیٹا یحیٰ صحن کی ایک جانب سویا ہوا تھا اور پاس ہی وہ گھوڑا بندھا ہوا تھا جسے آپؓ نے جہاد کے لئے تیار کیا تھا، رات پرسکون تھی، آسمان صاف شفاف تھا، چشم فلک پیار بھرے انداز میں پرسکوں زمین کو دیکھ رہی تھی، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ پرنم فضا کو قرآنی مہک سے معطر کیا جائے، انہوں نے دلگداز آواز سے ان آیات کی تلاوت شروع کردی: ''الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ (البقرة: ۱-۴) ترجمہ: الف، لام، میم۔ یہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے ان پرہیزگار لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں، ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

جب گھوڑے نے آپ کی دل سوز آواز سنی تو تیزی سے ایک چکر لگایا، خطرہ تھا کہ رسی ٹوٹ جائے، یہ منظر دیکھ کر آپؓ نے تلاوت روک دی، گھوڑا ابھی سکون سے کھڑا ہوگیا، آپ نے پھر پڑھنا شروع کیا: ''اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ'' ترجمہ: ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ رست پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔

گھوڑے نے پھر اچھلنا شروع کردیا، آپ خاموش ہوئے تو گھوڑا ابھی سکون سے کھڑا ہوگیا، آپ نے وقفے وقفے سے تلاوت کی، جونہی آپ تلاوت شروع کردیتے گھوڑا ابدکنے اور اچھلنے لگتا، جب آپ خاموش ہوجاتے وہ بھی آرام سے کھڑا ہوجاتا، آپ کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ گھوڑا مستی میں آکر میرے بیٹے یحیٰ کو روند نہ ڈالے، آپ بیٹے کو جگانے کے لئے اس کی طرف گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان پر ایک چھتری نما بادل کا ٹکڑا ہے اور اس کے ساتھ چراغ نما روشن قندیلیں لٹک رہی ہیں، جن کی ضیاپاشیوں نے چاروں طرف روشنی اور چمک دمک پھیلا رکھی ہے، آپ کے دیکھتے ہی یہ بادل کا ٹکڑا اوپر چڑھنا شروع ہوا، یہاں تک کہ آنکھوں سے اوجھل ہوگیا، صبح ہوئی تو حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور رات کا یہ عجیب وغریب واقعہ بیان کیا، آپ نے ماجرا سن کر ارشاد فرمایا: اسید! یہ تو فرشتے تھے جو تیری تلاوت سن رہے تھے، اگر تم اپنی تلاوت کو مسلسل جاری رکھتے تو یہ بالکل قریب آجاتے اور لوگ انہیں بچشم خود دیکھ سکتے۔

اہل تعلق کے ساتھ حسن سلوک: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عمر رسیدہ خاتون آئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بڑا اکرام اور استقبال کیا، ان کو عزت کے ساتھ بٹھایا، ان کی بڑی خاطر وتواضع کی اور ان کی خیریت دریافت کی، جب وہ خاتون چلی گئیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے ان کے لئے بہت اکرام اور اہتمام فرمایا: یہ کون خاتون تھیں؟ جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ خاتون اس وقت ہمارے گھر آیا کرتی تھیں جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حیات سے تھی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ان کا تعلق تھا، گویا کہ یہ ان کی سہیلی تھیں، اس لئے میں نے ان کا اکرام کیا، پھر فرمایا: ''احسن العهد من الایمان'' یعنی کسی کے ساتھ اچھی طرح نباہ کرنا بھی ایمان کا حصہ ہے۔

بیوی ہے، تو ان کے اہل تعلق سے بھی نباہ کرنا چاہئے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ حضور، میرے والد صاحب کا انتقال ہوچکا ہے اور میری طبیعت پر اس کا اثر ہے کہ میں زندگی میں ان کی خدمت نہیں کرسکا اور ان کی قدر نہ کرسکا اور جیسے حقوق ادا کرنے چاہئے تھے، اس طرح حقوق ادا نہ کرسکا (جو لوگ زندگی میں والدین کی خدمت نہیں کرے، اکثر ان کے دلوں میں اس قسم کی حسرت پیدا ہوتی ہے، اسی طرح ان صاحب کے دل میں بھی اس کی حسرت تھی، اس لئے عرض کیا کہ میرے دل میں اس کی شدید حسرت ہے اور اثر ہے) اب میں کیا کروں؟

جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم یہ کرو کہ تمہارے والد کے جو دوست واحباب ہیں اور جو ان کے تعلق والے اور ان کے قرابت دار ہیں، تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرو، اس کے نتیجے میں تمہارے والد کی روح خوش ہوگی اور تم نے اپنے والد کے اکرام اور حسن سلوک میں جو کوتاہی کی ہے، ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی درجے میں اس کی تلافی فرمادیں گے، لہذا والدین اور اہل تعلقات کے انتقال کے بعد ان کے اہل تعلقات سے نباہ کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان سے ملتے جلتے رہنا، یہ بھی ایمان کا حصہ ہے، یہ نہیں کہ جو آدمی مرگیا تو وہ اپنے اہل تعلقات کو بھی ساتھ لے گیا، بلکہ اس کے اہل تعلقات تو دنیا میں موجود ہیں، تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرو، دیکھئے! حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو انتقال ہوئے، بہت عرصہ گزر چکا تھا، لیکن اس کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خاتون کا اکرام فرمایا، اس کے علاوہ بعض احادیث میں آتا ہے کہ آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کے پاس ہدیے، تحفے بھیجا کرتے تھے، صرف اس وجہ سے کہ ان کا تعلق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھا اور یہ ان کی سہیلیاں تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غصہ میں اعتدال: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور آپ کی صحبت اٹھائی تو وہ غصہ جو انتہا سے گزرا ہوا تھا، اس غصے کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تربیت سے اور اپنے فیض صحبت سے ایسا معتدل کردیا کہ جب آپ خلیفہ اور امیر المومنین بن گئے تو ایک دن جب آپ جمعہ کے لئے مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے تھے، اس وقت آپ کے سامنے رعایا کا بہت بڑا مجمع تھا، اس مجمع میں آپ نے ایک سوال کیا تو جواب دینے کے لئے ایک دیہاتی کھڑا ہوگیا اور اس نے کہا اے عمر! اگر تم ٹیڑھے چلو گے تو ہم اپنی تلوار سے تمہیں سیدھا کردیں گے، یہ بات اس شخص سے کہی جارہی ہے، جس کی آدھی دنیا پر حکومت ہے، کیوں کہ زمین کا جتنا حصہ ان کے زیر حکومت تھا آج اس زمین پر پچیس حکومتیں قائم ہیں، لیکن اس دیہاتی کے الفاظ پر عمر بن خطاب کو غصہ نہیں آیا، بلکہ آپؓ نے اس وقت یہ فرمایا: کہ اے اللہ! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس امت میں ایسے لوگ پیدا کئے ہیں کہ اگر میں غلطی کروں تو مجھے سیدھا کردیں۔ بہرحال! حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ غصہ جو زمانۂ جاہلیت میں ضرب المثل تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تربیت کے اثر سے وہ غصہ معتدل ہوگیا۔

اخلاص ہو تو ایسا: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ جب کانپور میں مدرس تھے، انہوں نے مدرسہ کے جلسہ کے موقع پر اپنے استاذ حضرت شیخ الہندؒ کو بھی مدعو کیا، کانپور میں بعض اہل علم معقولات کی مہارت میں معروف تھے اور کچھ بدعات کی طرف بھی مائل تھے، ادھر علمائے دیوبند کی زیادہ توجہ چونکہ خالص دینی علوم کی طرف رہتی تھی، اس لئے یہ حضرات یوں سمجھتے تھے کہ علماء دیوبند کو معقولات میں کوئی درک نہیں ہے، حضرت تھانویؒ اس وقت نوجوان تھے اور ان کے دل میں حضرت شیخ الہندؒ کو مدعو کرنے کا ایک داعیہ یہ بھی تھا کہ یہاں حضرتؒ کی تقریر ہوگی تو کانپور کے ان علماء کو پتہ چلے گا کہ علمائے دیوبند کا علمی مقام کیا ہے اور وہ منقولات ومعقولات دونوں میں کیسی کامل دستگاہ رکھتے ہیں، چنانچہ جلسہ منعقد ہوا اور حضرت شیخ الہندؒ کی تقریر شروع ہوئی، حسن اتفاق سے تقریر کے دوران کوئی معقولی مسئلہ زیر بحث آگیا، اس وقت تک وہ علماء جن کو حضرت تھانویؒ شیخ الہندؒ کی تقریر سنانا چاہتے تھے، جلسہ میں نہیں آئے تھے، جب حضرتؒ کی تقریر شباب پر پہنچی اور اس معقولی مسئلہ کا انتہائی فاضلانہ بیان ہونے لگا تو وہ علماء تشریف لے آئے جن کا حضرت تھانویؒ کو انتظار تھا، حضرت تھانویؒ اس موقع پر بہت مسرور ہوئے کہ اب ان حضرات کو شیخ الہندؒ کے علمی مقام کا اندازہ ہوگا، لیکن ہوا یہ کہ جوں ہی حضرت شیخ الہندؒ نے ان علماء کو دیکھا، تقریر کو مختصر کرکے فوراً ختم کردیا اور بیٹھ گئے، حضرت مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہیؒ موجود تھے، انہوں نے یہ دیکھا تو تعجب سے پوچھا کہ: ''حضرت! اب تو تقریر کا اصل وقت آیا تھا، آپ بیٹھ کیوں گئے؟''

شیخ الہندؒ نے جواب دیا: ''ہاں دراصل یہی خیال مجھے بھی آگیا تھا'' پھر فرمایا کہ ''حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا واقعہ مشہور ہے کہ کسی یہودی نے ان کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی گستاخی کردی تھی تو وہ اس پر چڑھ کر دوڑے اور اسے زمین پر گرا کر اس کے سینے پر سوار ہوگئے، یہودی نے جب اپنے آپ کو بے بس پایا تو کھسیا کر اس نے حضرت علیؓ کے روئے مبارک پر تھوک دیا، دیکھنے والوں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ اس کو چھوڑ کر فوراً الگ ہوگئے اور پوچھنے پر بتایا کہ میں پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بناء پر اس یہودی سے الجھا تھا، اگر تھوکنے کے بعد کوئی کارروائی کرتا تو یہ اپنے نفس کی مدافعت ہوتی۔

ایک قاضی کی ذہانت: دو آدمی قاضی کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے، مدعی نے کہا میں نے اس کو فلاں جگہ جنگل میں فلاں درخت کے نیچے اتنا اتنا روپیہ دیا اور وہاں بجز خدا کے کوئی گواہ نہیں تھا اور یہ اب اس واقعہ کا مطلقا انکار کرتے ہیں قاضی نے مدعا علیہ سے کہا کہ یہاں بیٹھو۔ اور مدعی سے کہا کہ جس مقام پر یہ معاملہ ہوا وہاں تک ہوکر آؤ اور یہ کہہ کر اپنے کام میں مشغول ہوگیا، وہ بیٹھا رہا اور قاضی اپنا کام کرتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک قاضی نے اس سے پوچھا کہ اجی وہ شخص پہونچ گیا ہوگا اس نے کہہ دیا ابھی نہیں، قاضی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اس کا دعویٰ صحیح ہے اور تم جھوٹے ہو۔ ابھی تو تم نے کہا تھا کہ نہ میں نے روپئے لئے اور نہ اس جگہ سے واقف ہوں۔ پھر تم نے کیسے نفی کردی کہ وہ شخص ابھی وہاں نہیں پہونچا ہوگا اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ جانتے ہو۔ دیکھئے قاضی صاحب کی ذہانت کہ کیسا اس کو پکڑ لیا۔ آدمی کے اندر عقل اور فہم ہو تو بڑے سے بڑا کام کرسکتا ہے۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ کا حسن ادب: ان کے ایک خادم کا نام محمد قلی تھا، ایک مرتبہ انہوں نے آواز دی قلی! خادم لوٹے میں پانی، مسواک اور سلیچی لیکر پہونچا اور عالمگیرؒ نے وضو کیا، لوگوں نے اس سے پوچھا کہ بادشاہ نے تم کو صرف بلایا ہی تھا اس سے تم نے کیسے سمجھ لیا کہ ان کو وضو کرنا ہے، اس نے عرض کیا کہ بادشاہ نے مجھے میرا آدھا نام لیکر کبھی نہیں پکارا، جب پکارا ہے محمد قلی کہہ کر پکارا ہے۔ لیکن خلاف معمول جب آج بادشاہ نے صرف قلی کہکر پکارا تو میں نے اس سے سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وضو نہیں ہے اور بلا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی زبان سے ادا نہیں فرمانا چاہتے۔ سبحان اللہ! بادشاہ کا حسن ادب تو قابل داد ہے ہی خادم کی فہم بھی قابل تعریف ہے۔ بہرحال، عقل وفہم کی بہت ضرورت ہے۔ آپ نے سنا ہوگا ''یک من علم را دہ من عقل باید'' یعنی ایک من علم کے لئے دس من عقل چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں معاملہ بھی بقدر عقل وفہم ہی کے ہوتا ہے، سارے کمالات عقل کے تابع ہیں۔ جتنی عقل ہوگی اسی قدر کمالات سیکھتا جائے گا۔

جو گزر گیا سو گزر گیا: ماضی میں جینا، اس کے غموں اور آلام کو یاد کرتے رہنا اور اس پر رنج کرنا بے وقوفی اور حماقت ہے۔ اس سے ارادہ مضمحل اور موجودہ زندگی مکدر ہوجائے گی، حکماء کہتے ہیں کہ ماضی کی فائل لپیٹ کر رکھ دی جائے، بلکہ ہمیشہ کے لئے بھلا دینا چاہیے، اسے کسی دربہ میں ڈال کر بند کردیا جائے، کیونکہ جو گزر گیا وہ گزر چکا، نہ اس کی یاد اسے لوٹائے گی، نہ کوئی غم یا رنج وفکر اسے زندہ کرسکتی ہے، کیونکہ ماضی کا مطلب ہے عدم، ماضی پرستی کے مرض میں مبتلا مت رہیے، جو چھوٹ گیا اس کی پرچھائیوں سے پیچھا چھڑائیے، کیونکہ دریا کو اصل کی طرف، سورج کو مطلع کی طرف، بچہ کو ماں کے پیٹ میں، دودھ کو چھاتی میں اور آنسو کو آنکھ میں واپس نہیں لاسکتے۔

ماضی کے سایہ میں رہنا، اسے یاد کرتے رہنا، اس کی آگ میں جلنا، ایک افسوسناک، المناک اور مرعوب کن بات ہے، ماضی کی کتاب پڑھنے سے حاضر کی بربادی اور وقت کا زیاں ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں گزشتہ اقوام کا اور ان کے کاموں کا تذکرہ کیا ہے اور کہا کہ ''یہ ایک قوم تھی جو گزر چکی'' یعنی ان قوموں کا معاملہ ختم ہوا، ماضی کے گڑے مردے اکھاڑنے اور تاریخ کے پہیے کو پلٹانے سے کیا حاصل، ماضی کی بات دہرانے والا تو ایسا ہے کہ کوئی پسے ہوئے آٹے کو پھر پیسے یا کٹی لکڑی کو پھر سے کاٹے، ماضی کا رونا رونے والوں کے بارے میں پچھلوں کا کہنا ہے کہ ''تم مردوں کو قبروں سے نہ نکالو''۔ ہماری مشکل یہ ہے کہ ہم حال سے عاجز اور ماضی سے چمٹے ہوئے ہیں اپنے خوبصورت محلات کو یونہی چھوڑ کر ماضی کے بوسیدہ قلعوں کو روتے رہتے ہیں، حالانکہ ماضی کو واپس لانے پر تو جن وانس جمع ہوکر بھی قادر نہیں ہوسکتے۔ لوگ پیچھے کی طرف نہیں دیکھتے، ہوا آگے کو چلتی ہے، پانی آگے کو بہتا ہے، کارواں آگے چلتا ہے، یہ سنت حیات ہے آپ اس کی مخالفت نہ کریں۔

مومن ہے تو دامانِ محمد میں پناہ لے

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب مدظلہ

گذرتے عہد کے منظرنامے کا اگر عالمی سطح پر ہمہ جہت اور تیز رفتار تبدیلیوں کے تناظر میں بصیرت افروز اور مدبرانہ جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح ہمارے سامنے آتی ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی برق رفتار ارتقائی پرواز اور اس کے نتیجہ میں کمپیوٹر اور سیٹلائٹ کے وسائل سے پیدا کردہ گلوبل ویلیج میں ایک نئے اور منصوبہ بند رجحان کے زیر اثر ایک نئے استعمار کو جنم دیا جا رہا ہے اور یہ سب کالونائزیشن (Colonisation) جس کے تشویش انگیز حد تک نہایت گہرے فکری اور منطقی نتائج نے نوجوانوں کے فکر واثر اور ان کے نظریۂ تہذیب کو اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے، جس کو میڈیا کی حد درجہ اثر انگیز اور زبردست ابلاغی قوت و وسعت کی مکمل حمایت و سرپرستی حاصل ہے اور اسی کے ذریعہ نوجوان سوچ کو جس طرف چاہتے ہیں موڑ دیا جاتا ہے، جس قاتل کو جب چاہتے ہیں امن کا سفیر بنا کر پیش کر دیا جاتا ہے اور جس کو چاہتے ہیں نت نئے سرٹیفکٹ جاری کر کے بنیاد پرست متعصب دہشت گرد انتہا پسند جیسی من گھڑت فرضی اور بے اصل اصطلاحات چسپاں کر کے دنیا میں نہ صرف بدنام، بلکہ الگ تھلگ کر دینے کی کوششوں میں اپنی تمام تر ذہنی فکری اور جسمانی قوت لگا دی جاتی ہیں، انسانیت کی نگہبانی کا خوشنما عنوان لگا کر انسانیت نوازی کا ڈھنڈورہ پیٹنے والی یہ سیاہ رو قوتیں جس نئے استعماری اور دجالی نظام سے عالم کو روشناس کرا رہی ہیں اس کا منتہائے مقصود دراصل عالمی سطح پر ایک ایسی حکمرانی اور غلبہ کا خواب ہے جس میں طویل مدتی منصوبہ بندیوں کی جدوجہد کی عملی تکمیل کی خواہش اور اہداف تک جلد سے جلد رسائی کے لیے گذشتہ چار صدیوں کی تعمیری محنتوں اور تخریبی کوششوں کا رنگ شامل ہے، اٹھارہویں صدی کے صنعتی انقلاب کو اس میں اساسی حیثیت حاصل ہونے کے ساتھ مقصدی اہمیت کے تناظر میں جنگ عظیم اول جنگ عظیم دوم کے علاوہ اس دورانیہ میں دنیا کے کسی نہ کسی خطے میں تسلسل کے ساتھ کہیں مذہب کی بنیاد پر تو کہیں قومیت کی اساس پر، کہیں لسانی وتہذیبی اختلاف اور ٹکراؤ کو بہانہ بنا کر دنیا کو جنگوں میں مصروف رکھنا اور خون آلود انسانیت پر زبردست کاروباری منفعتوں کے ایمپائر کھڑے کرنے کے ساتھ دنیا میں آبادی کے تناسب کو اپنے مقررہ اور مستحکم کرنے جیسے متعدد مقاصد کے نفاذ کی مساعی دراصل اسی پلاننگ کا حصہ ہیں اور اس خوں آشام نظام فکر وعمل اور عالمی سطح پر جگ روشن نتائج ومظاہر کی اگر بات کی جائے تو قول وعمل کے دوہرے معیارات، انسانیت سوز اقدامات، خود ساختہ بیماریوں کا پھیلاؤ، اور اس سے وابستہ مختلف الانواع نیز دوررس نتائج کو محیط ناقابل تصور منفعتیں، دراصل اسی استعماری سوچ اور نیو ورلڈ آرڈر (New World Order) کے زیر اثر ایک نظام فکر وعمل کے تحت ایک عالمی حکمرانی کی منصوبہ سازیوں کے ہی ترکیبی عناصر کے مختلف رنگ وآہنگ ہیں، اس میں بھی کوئی دورائے نہیں کہ ان سیاہ رو شیطانی قوتوں اور ان کے اہداف کے درمیان اگر کوئی سد راہ ہے تو وہ اسلام ہی ہے جس کے دامن میں دنیا کے ہر عہد وقرن کے تمام مسائل کے منصفانہ اور سہل العمل حل کی قوتیں موجود ہیں، معاشرت، معیشت، ریاست، سیاست، اقدار وروایات، تہذیب وتمدن، حرب وضرب، امن وجنگ غرض دنیا کا کوئی اہم وغیر اہم مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کے حوالے سے اسلام میں راہ نما اصول نہ پائے جاتے ہوں، ایسے کامل ومکمل مبنی بر انصاف اور فطرت انسانی سے مطابقت رکھنے والے منزل من اللہ نظام عمل کی موجودگی اولیاء الشیطان کی نظروں میں ہمیشہ خار اور اہداف کے حصول اور ظالمانہ اغراض میں رکاوٹ سمجھی جاتی رہی ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے کہ حیات انسانی کے ہر گوشۂ عمل کو محیط اور بلا قید عہد وقرن فطرت انسانی کے تقاضوں سے ہم آہنگ اسلامی نظام کے عالمی نفاذ کے خطرات سے خوف زدہ ہیں جو ان کے عالمی حکمرانی کے قیام میں رکاوٹ کا باعث ہے، اور اسلام کے برخلاف جنوں خیز کارروائیوں کی بنیادی علت دراصل لاشعوری طور پر ان کی خوفزدگی اور اس کے نتیجہ میں اسلام اور مسلمانوں کے برخلاف منصوبہ بند شدت پسندانہ پے در پے اقدامات اور ردعمل کے طور پر عالمی سطح پر قبولیت اسلام کے رجحانات میں اضافہ کے تکوینی اسباب حقائق بھی اسی عالمی کشمکش میں پوشیدہ ہیں، نائن الیون برپا کیے جانے کے تخریبی مقاصد کے علی الرغم یورپ امریکہ آسٹریلیا کے علاوہ دنیا کے متعدد ممالک میں علی رؤوس الاشہار رجوع الی الاسلام کا شعوری اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے جس میں اکثریت کا تعلق نوجوان نسل سے ہے، اطلاعات کے مطابق مذکورہ ممالک میں کلام اللہ اور کتب سیرت مطہرہ کی طلب میں حیرت انگیز اضافہ درج کیا گیا ہے جس کا تسلسل آج بھی باقی ہے۔

حاصل یہ کہ اسلام اور باطل قوتوں کی یہ آویزش کوئی نئی نہیں ہے، بلکہ اس کا آغاز تو طلوع اسلام کے لحظۂ اول سے ہی ہو چکا تھا جب کہ رسول آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ کوہ صفا سے توحید خالص کی بنیاد پر اسلام کے نظام عمل کی خشت اساس کو اقراء سے متعارف کرایا تھا تو طبقۂ اولیاء الشیطان کے اس دور کے سرخیل ابوجہل وابولہب اور ان کے ہمنواؤں نے مکہ میں اپنی جابرانہ اور ظالمانہ عملداری کے من چاہے نظام واہداف کے لیے خطرے کی بو کو محسوس کر لیا تھا چنانچہ ہر گذرتے عہد کے ساتھ وقت یہ ثابت کرتا رہا کہ باطل نظام کے مقابل اسلام کا منصفانہ نظام ان کے لیے زلزلہ انگیز ہے جس کی براہ راست زد ان کے مفادات پر پڑتی ہے، یہ ضرور ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ شکل وعمل اور طریقے بدلتے رہے لیکن نظام اسلام اور شعائر اسلام کو کسی بھی طور تباہ وبرباد کر دینے کی خواہش وجذبات اور کوششوں میں کبھی کوئی فرق واقع نہیں ہوا، صرف وقت اور عہد بدلے ہیں، مطالبات ہمیشہ اپنی مکمل یکسانیت کے ساتھ اسی طرح قائم رہے، اللہ کے رسول حضرت نوح علیہ السلام کے حوالے سے قرآن کریم شہادت پیش کرتا ہے: وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِرُسُلِہِمۡ لَنُخۡرِجَنَّکُمۡ مِّنۡ اَرۡضِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِیۡ مِلَّتِنَا (سورہ ابراہیم: 13) اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے تھے اپنے رسولوں سے ہم لازماً نکال باہر کریں گے تمہیں اپنی زمین سے یا تمہیں لوٹنا ہوگا ہمارے دین میں، کیا فرق ہے شدھی کرن کا یہی مطالبہ تو آج بھی ہے گھر واپسی کر لو یا ہمارے ملک سے نکل جاؤ، بہرحال تبدیلی وقت کے ماسوا عمل اور ردعمل میں کبھی کوئی فرق واقع نہیں ہوا ہے، مثلاً کسی بھی تحریک کو فنا کرنے کے لیے اولین ہتھیار تضحیک وتذلیل اور استہزاء اور عدم توجہ کا ہے، دوسرا لالچ وطمع کے وسائل کو بروئے عمل لانے کا ہے، تیسرا سازشیں رچنے، بدنام کرنے اور خوف ودہشت میں مبتلا کر دینے کی کوششوں کا ہے اور چوتھا ہجوم وحملہ آوری کا ہے، اسلام کے لمحۂ اول کے آغاز میں رسول آخر الزماں مصطفیٰ ومجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوہ صفا سے توحید ربانی کے پہلے اعلان کا ردعمل اس دور کے اولیاء الشیطان بوجہل وبولہب اور ہمنواؤں کی جانب سے تضحیک وتمسخر اور تذلیل ومذاق ودل لگی کی صورت میں سامنے آیا، کسی نے العیاذ باللہ جنات کا سایہ تجویز کیا تو کسی نے علامات جنوں قرار دے کر علاج کا مشورہ دیا، تحریک اسلام کے بال وپر مؤثر انداز میں نمایاں ہونے پر دوسرا ردعمل طمع ولالچ کے بشری تقاضوں کے زیر اثر حسب خواہش مال وزر، اقتدار ومناصب اور قبیلہ قریش یا دیگر قبائل کے حسب منشاء وپسند کسی بھی خوبرو خاتون سے نکاح کی پیشکش اور اس کے جواب داہنے ہاتھ پر چاند اور بائیں ہاتھ پر سورج رکھ دینے جیسے مسکت جواب کے ساتھ سنگ وآہن سے مضبوط عزم وپختگی کے ساتھ نظام الٰہی کے قیام کے لیے عزم بالجزم کا اظہار، تیسرا مرحلہ مختلف سازشوں کے ساتھ ساتھ ان کے اعوان وانصار پر ہیبت ناک تشدد وبربریت کے مظاہرے سماجی ومعاشرتی بائیکاٹ، شمشیر بدست تلاش اور جان سے مار دینے کی تدابیر اور اس کے ردعمل میں بحکم علیم وخبیر ہجرت کے لیے پابہ رکاب ہو جانا، اور پھر چوتھا ردعمل غزوات وسرایا اور ہجوم وحملہ آوری سے عبارت تاریخ کا تسلسل ہے، غرض کہ عہد ووقت کوئی بھی رہا ہو، مدمقابل باطل قوتوں کے نہ حق کو فنا کر دینے کے جذبے خواہش اور کوششوں میں کبھی کوئی فرق آیا اور نہ مذکورہ طریقۂ عمل کی ترتیب ہی بدلی، تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں اسلام کی متعدد ومختلف محسن شخصیات کے احوال وسوانح اس حقیقت کی صداقت پر شاہد ہیں، اور اسی کے ساتھ یہ بھی ایک سچائی ہے جس کو امام الہجرۃ حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ کے معروف قول لَا یَصۡلِحُ اٰخِرُ ھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ اِلَّا بِمَا صَلُحَ بِہٖ اَوَّلُھَا کی روشنی میں اس مختصر تعبیر سے مفصل انداز میں سمجھا جا سکتا ہے کہ اس امت کے آخری حصے کی اصلاح نہیں ہو سکے گی مگر اسی طریقے پر جس پر کہ پہلے حصے کی اصلاح ہوئی تھی، چنانچہ عہد رواں میں اسلام کے آفاقی پیغام کو عملاً برپا کرنے کے لیے لامحالہ اولاً ہمیں پہلے خود کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت اور حیات طیبہ کے سنجید اور شعوری مطالعہ کی طرف التزاماً رجوع کرنا ہوگا اور تمام تر قوتوں کو اسی منبع سے فکری اور دفاعی قوت حاصل کرنا ہوگا بعد ازاں اپنی نوجوان ونوخیز نسل کی تربیت سیرت النبی کی پاکیزہ روایات اور انہی پاک خطوط کی روشنی میں انجام دینے کے عزم وارادے کی پختگی کو عملی قوت فراہم کرنے کے حوالے سے زندگی کا اولین اور ترجیحی مقصد وفریضہ قرار دے کر عہد حاضر کی ہجوم انگیز یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے صبر کے نہج سے آغاز کرنا ہوگا، چنانچہ آج ہمارا معاشرہ جن شدائد اور عناد ومسائل سے دوچار ہے اس کے لیے جہاں ایک طرف حل کی تحقیق کرنی ہوگی، وہیں اس کے نفاذ کے عملی راستوں کو ہموار کرنے کے لیے ترجیحی بنیاد پر اولاً اپنی ذات کے نقائص کا خود احتسابی کے ساتھ ادراک بھی کرنا ہوگا اور اصلاح ذات کے فطری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے پھر قرآنی اصولِ اصلاح وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ کی طرف قدم بڑھانا ہوگا، مختصر یہ کہ حیات انسانی کا کون سا اہم وغیر اہم پہلو ایسا ہے جس کی عمل تطبیق کا نمونہ ہمیں سیرت میں نہ ملتا ہو کیونکہ از روئے شہادت قرآن وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (سورۃ القلم: 4) اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزین اور اخلاق الٰہیہ سے متصف ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو باری تعالیٰ نے تمام انسانوں کے حق میں خلق عظیم اور اسوہ جلیل اور بے مثل سیرت اور سب کے لیے قابل تقلید نمونہ، انسان سازی اور شخصیت وکردار کی تشکیل کے لیے ایک ماڈل آف لائف بنایا ہے، اللہ رب العزت کو کونسا انسان پسند ہے اس انسان کے اخلاق اور اعمال کیا ہوں اس انسان کے اطوار اور طریقے کیا ہوں اور اس انسان کی عادات اور خصلتیں کیا ہوں اور انسان کے اندر کون کون سی انسانی صفات ہوں کہ وہ انسان اپنے وجود میں بھی انسان لگے اور انسانیت کا قابل فخر نمائندہ ہو اور انسانیت کے حق میں قابل رشک ہو اور اللہ کا بھی فرمانبردار ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اطاعت گزار ہو۔ وہ انسان بنے جس کے لیے قرآن نے کہا: وَ لَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔

مختصر یہ کہ موجودہ ملکی وعالمی احوال کے تناظر میں بار بار اس اہم اور قابل ذکر پہلو کا تذکرہ بھی ضروری ہے جو اپنی نافعیت اور مرتب ہونے والے دوررس نتائج کے لحاظ سے نہایت ضروری اور لازمی ہے کہ اسلام کی اصل خوبی یہ ہے کہ اس کی تعلیمات اور اصول وقوانین کو دور دور تک بھی انتہا پسندی سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس عدل وقسط اور اعتدال اس کے نمایاں اوصاف ہیں تمام انسانی مسائل کا معتدل بامعنی اور نہایت مفید حل ہی تعلیمات اسلام کا امتیاز ہے: قرآن کریم ایک ایسے صلح جو اور امن پسند معاشرہ کا تصور پیش کرتا ہے جہاں صبر وتحمل، باہم میل جول اور الفت ومحبت کی حکمرانی ہو، چنانچہ قرآن کریم صلح وامن کی اہمیت کو مختلف انداز وپیرائے میں بیان کرتے ہوئے انتہا پسندی کی جا بہ جا حوصلہ شکنی کرتا ہے، یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ افراد کے اعمال حجت نہیں اصل حجت تعلیمات قرآنی اور اس کی عمل تفسیر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ مکرم کی اتباع ہے، وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِہَا وَ ادۡعُوۡہُ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرو، اور اللہ سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے دعاء کرو، بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے۔ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَہُمۡ وَ لَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ اور لوگوں کو چیزیں کم نہ کرو اور زمین میں فساد پھیلاتے ہوئے حد سے تجاوز نہ کرو۔ وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الۡمُفۡسِدِیۡنَ اور اللہ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

لب لباب یہ ہے کہ سیرت طیبہ کا شعوری مطالعہ جہاں ایک طرف ہمیں معاشرتی زندگی میں ہر طرح کے تعصب اور انتشار سے پاک ماحول بنانے کی راہنمائی فراہم کرتا ہے ساتھ ہی ایسے ہر عمل سے اجتناب کرنے کی ترغیب دیتا ہے جس سے معاشرے میں انتہا پسندی کو جگہ مل سکے لہٰذا انسانیت کا دین ہونے کے ناطے اسلام تمام انسانوں کو اجتماعیت میں پرونا چاہتا ہے اور اسی تناظر میں عدل اجتماعی کو اسلام کی روح قرار دیا گیا ہے، حاصل کلام یہ تعلیمات قرآنی سے غفلت اور درخشاں سیرت مطہرہ سے لاعلمی کے نتیجہ میں موجودہ دور کے ذہنی انتشار، فکری پراگندگی اور پریشان حالی کے موجودہ ماحول میں شعائر اسلام کی عملی حفاظت میں ہی سکون قلب مضمر ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

زکوٰۃ ادا کرنے کے معاشی و معاشرتی فائدے

اسلامی تجارہ ریسرچ ٹیم، ممبئی

مال و دولت، روپیہ، پیسہ انسان کی مادّی ضروریات کے لیے ناگزیر ہے۔ معاشرے میں زندہ رہنے کے لیے انسان کو روٹی، کپڑے، مکان کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ضرورت صرف مال سے ہی پوری ہوتی ہے۔ یہ اگر چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جائے تو معاشرہ بدنظمی، خلفشار اور مفلوک الحال کا شکار ہو جاتا ہے۔ معاشی نظام مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے، معاشرہ کے افراد بدحال ہو جاتے ہیں۔ غربت کا عفریت انہیں افلاس کی دلدل میں پھنسا دیتا ہے۔ مایوسی اور احساس محرومی ان کا مقدر بن جاتا ہے۔ سودی نظام کی وجہ سے محنت کش طبقہ مسلسل غریب سے غریب تر اور سرمایہ دار طبقہ امیر سے امیر تر ہوتا جاتا ہے۔

اسلام وہ واحد دین ہے جو عقائد و عبادات ہی میں نہیں، بلکہ معاملات اور معاشرت میں بھی انسان کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ دین برحق، معاشرے کو اقتصادی ناہمواریوں اور ''طبقاتی تقسیم'' سے بچانے کے لیے ''زکوٰۃ'' کا ایک جامع نظام وضع کرتا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ وصول کیجیے جس کے ذریعے آپ ان کو (ظاہر میں بھی) پاک و صاف کر دیں اور (باطن میں بھی) پاکیزہ بنا دیں۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کے حق میں دعاء خیر کیجیے کہ آپ کی دعاء ان کے لیے باعث سکون ہے۔ (سورہ توبہ) 'زکوٰۃ' کا لفظ تزکیہ سے بنا ہے۔ جس کے معنیٰ پاک و صاف ہونے، نشو و نما پانے، پھلنے پھولنے اور زیادہ ہونے کے ہیں۔ اپنے مفہوم کے لحاظ سے زکوٰۃ ان تمام معانی پر محیط ہے۔ زکوٰۃ سے مال پاک و صاف بھی ہوتا ہے۔ نشو و نما بھی پاتا ہے۔ برکت کے لحاظ سے مال میں زیادتی کا باعث بھی ہوتا ہے۔ زکوٰۃ سے اقتصادی، معاشی اور معاشرتی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں، قرآن حکیم میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے: ''اللہ سود (ربوٰ) کو مٹاتا (یعنی بے برکت کر دیتا ہے) اور خیرات (زکوٰۃ) کی برکت کو بڑھاتا ہے۔'' (سورہ بقرہ)

''زکوٰۃ'' دراصل مالی عبادت ہے جو سال بھر کی جمع شدہ آمدنی کا نہایت قلیل حصہ ہے، جو مال دار طبقے سے لے کر غرباء و مساکین اور محتاجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''زکوٰۃ ان کے امراء سے لی جائے اور ان کے غرباء میں تقسیم کر دی جائے۔'' 'زکوٰۃ' دراصل دین مبین کا بنیادی اور اہم رکن ہے۔ کلام اللہ میں توحید و رسالت کی گواہی کے بعد دین حق کے دو بنیادی ستون 'صلوٰۃ' (نماز) اور 'زکوٰۃ' کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ جس طرح 'اقامت صلوٰۃ' کہہ کر نماز کی پابندی کی تاکید کی گئی ہے اسی طرح 'ایتاء الزکوٰۃ' کہہ کر زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: 'اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کیا کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ'۔ (سورۃ البقرہ) قرآن حکیم نے مال زکوٰۃ کی تقسیم کے مصارف اور مدات بھی خود ہی متعین فرما دیے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: 'زکوٰۃ جو ہے سو وہ حق ہے مفلسوں، محتاجوں اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور ان کا جن کی تالیف قلب منظور ہو اور غلاموں کو آزاد کرانے میں اور قرض داروں کے قرضے ادا کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کی مدد میں بھی مال خرچ کرنا چاہیے۔ یہ حقوق اللہ کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں اور اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔' (سورۃ البقرہ)

اللہ کا مقرر کردہ یہ حق زکوٰۃ ان لوگوں پر فرض ہے جن کے پاس شرعی نصاب کے مطابق سونا، چاندی، روپیہ پیسہ، زرعی پیداوار، معدنیات، دفینے یا مویشی وغیرہ ہوں۔ صاحب ثروت، صاحب دولت ہونے کے باوجود جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ دولت کا انبار لگاتے ہیں۔ پیسے کو گن گن کے رکھتے ہیں۔ مال و دولت جمع کرتے ہیں۔ اپنی تجوریاں بھرتے رہتے ہیں، لیکن حق دار کا حق نہیں دیتے، مستحق کی مدد نہیں کرتے۔ بھوکے کو کھانا نہیں کھلاتے۔ محتاج کی اعانت نہیں کرتے۔ قرآن ایسے لوگوں کے بارے میں سخت ترین سزا اور دردناک عذاب کی وعید سناتا ہے، اور بتاتا ہے کہ کل یہی سونے چاندی کے انبار دوزخ کی آگ میں تپائے جائیں گے اور پھر ان سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں اور ان کے جسموں کو داغا جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے: 'جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے تو اے پیغمبر آپ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے، کہ جب ان کے جمع کردہ مال کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس سے ان کے ماتھے، ان کے پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ پس مزہ چکھو اپنی دولت اندوزی کا'۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا، پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کا یہ مال قیامت کے دن ایک نہایت زہریلے سانپ کی شکل اختیار کر لے گا جس کے سر پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور وہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا پھر اس کے دونوں جبڑوں کو یہ سانپ پکڑے گا اور کہے گا میں ہوں تیرا مال، میں ہوں تیرا خزانہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ 'اور وہ لوگ جو اپنے مال کو خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں، وہ یہ خیال نہ کریں کہ ان کا یہ بخل ان کے حق میں بہتر ہوگا (بلکہ وہ بدترین ثابت ہوگا) اور جس مال میں بخل کرنے میں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا'۔ (صحیح بخاری) سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس مال سے زکوٰۃ نہ نکالی جائے اور وہ اسی میں ملے رہے تو وہ مال کو تباہ کر کے چھوڑتی ہے۔' (مشکوٰۃ) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا اور فرمایا تھا کہ 'اللہ کی قسم، جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا، میں اس سے ضرور بالضرور جہاد کروں گا۔ اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم، اگر یہ لوگ ایک رسی بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیتے تھے روکیں گے تو میں اس پر بھی ان سے جہاد کروں گا۔ (ریاض الصالحین)

مگر آج لوگ مختلف حیلے بہانوں سے زکوٰۃ کے مال کو روک لیتے ہیں اور یتیم، مسکین محتاج، ضعیف اور کمزور کو اس کا حق نہیں دیتے۔ کیا وہ زکوٰۃ کے قلیل مال کو بچا کر دنیوی فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ان کے لیے تو اللہ کا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اللہ ہمیں اس سے نجات اور پناہ عطا فرمائے۔ (آمین)

اعلیٰ تعلیم میں کلاؤڈ ٹیکنالوجی کا بڑھتا استعمال

سلیم انور عباسی

دنیا جیسے جیسے ڈیجیٹل ٹیکنالوجی میں ڈھل رہی ہے، ویسے ویسے تعلیم و تدریس کے شعبے میں بھی ایک ہی چھت تلے یونیورسٹی کیمپسز کے رابطے کلاؤڈ ٹیکنالوجی کی بدولت سہل سے سہل ہوتے جا رہے ہیں۔ اس ضمن میں کلاؤڈ ٹیکنالوجی اسٹوریج سولیوشن اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس وقت کلاؤڈ کمپیوٹنگ نے کاروباری، تعلیمی اور سیاسی و سماجی رابطوں کو انتہائی آسان کر دیا ہے۔ آپ کا آئی پیڈ ہو، لیپ ٹاپ یا پھر اسمارٹ فون، تمام سہولیات اس میں موجود ہیں۔ معلومات ایک بگ ڈیٹا کو سنبھالنا اب کلاؤڈ کمپیوٹنگ کی بدولت ممکن ہوا ہے۔

کلاؤڈ کمپیوٹنگ کیا ہے؟: نیٹ ورک یا انٹرنیٹ کے ذریعے کسی ہارڈ ویئر یا سوفٹ ویئر تک مختلف افراد کو رسائی فراہم کرنا کلاؤڈ کمپیوٹنگ (Cloud Computing) کہلاتا ہے۔ کلاؤڈ کمپیوٹنگ کی اصطلاح 2000ء میں مقبول ہوئی، جو کمپیوٹرز کے اجتماعی وسائل کے استعمال پر منحصر ہے۔ کلاؤڈ کمپیوٹنگ دور دراز کے سرورز اور مرکزی ڈیٹا اسٹوریج اور کمپیوٹر کے وسائل تک کلائنٹس کو آن لائن رسائی دیتا ہے۔ اسی کی بدولت جہاں ای کامرس مارکیٹ میں بوم آیا، وہیں مختلف تعلیمی و تحقیقی اداروں کے پروفیسرز، اساتذہ اور طالب علموں کے مابین رابطہ اور نیٹ ورکنگ بہت آسان ہوگئی ہے۔ کلاؤڈ کمپیوٹنگ طالب علموں کو مختلف اپلی کیشنز کے لائسنس کی خریداری کے بغیر انہیں استعمال کرنے اور ڈیٹا کو اپ ڈیٹ کرنے کے لیے سرور تک رسائی دیتا ہے۔ تیز رفتار نیٹ ورکس، سستے کمپیوٹرز، اسٹوریج آلات اور ہارڈ ویئر ورچولائزیشن کی دستیابی، کلاؤڈ کمپیوٹنگ میں اضافہ کی وجہ ہے۔ اس میں سالانہ 50 فیصد اضافہ کا امکان ہے۔

عوامی کلاؤڈ: مائیکروسافٹ، ایمیزون اور گوگل جیسی کمپنیاں عام صارفین کے استعمال کے لیے عوامی کلاؤڈ بناتی ہیں مثلاً جیسے EC2، گوگل ڈرائیو۔ یہی وہ پبلک کلاؤڈ ہے، جس سے طالب علم اپنی معلومات کو ایسی محفوظ جگہ پر رکھ سکتے ہیں کہ اگر اپنا کمپیوٹر خراب بھی ہو جائے تو آپ کی معلومات اس فولڈر میں محفوظ ہوں گی۔

کلاؤڈ کمپیوٹنگ میں ''بادل'' کا استعارہ: کلاؤڈ کمپیوٹنگ میں لفظ ''کلاؤڈ'' کا انٹرنیٹ کے لیے ایک استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ ابتدا میں ''کلاؤڈ'' علامت کے طور پر 1994ء میں انٹرنیٹ کی نمائندگی کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ ایمیزون (Amazon) نے 2006ء میں EC2 متعارف کرایا۔ سال 2008ء کے اواخر میں مائیکروسافٹ ازیور (Microsoft Azure) دستیاب ہوگیا۔ جولائی 2010ء میں Rackspace ہوسٹنگ اور ناسا نے مشترکہ طور پر Open Stack اوپن سورس کلاؤڈ سافٹ ویئر منصوبے کا آغاز کیا۔ ان تمام پیش رفتوں نے تعلیم کی دنیا پر بھی دیرپا اثرات مرتب کیے۔ اس وقت پوری دنیا میں ایجوکیشن ٹیکنالوجی پر کام ہو رہا ہے۔ ورچوئل رابطے، ہولوگرافک ٹیکنالوجی کی بدولت اب یہ ممکن ہوگیا ہے کہ ایک ہی لیکچر کو دنیا بھر کی یونیورسٹیز ایک ساتھ سن سکیں۔ پہلے ای کانفرنسنگ کا رواج تھا اور اسکائپ کا نام سنتے تھے۔ اب ہولوگراف ایڈوانسڈ ٹیکنالوجی سے ایک ہی لیکچر دنیا بھر کی یونیورسٹیز میں سنا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کانفرنس کا بھی اہتمام کیا جا سکتا ہے۔

کلاؤڈ کمپیوٹنگ کی خصوصیات: کلاؤڈ کمپیوٹنگ کی سب سے اہم خوبی لاگت میں کمی ہے۔ آپ ایک ہی موبائل پر ایک ویب براؤزر استعمال کرتے ہیں۔ بنیادی ڈھانچے عام طور پر ایک تیسری پارٹی کی طرف سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ آپ اس میں کہیں سے بھی منسلک ہو سکتے ہیں۔ کلاؤڈ کمپیوٹنگ اپلی کیشنز کو کمپیوٹر پر انسٹال کرنے کی ضرورت نہیں، اسے مختلف مقامات سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے ذریعہ کارکردگی کی نگرانی کی جا سکتی ہے۔ ایک سے زیادہ طالب علم ایک ہی وقت میں ایک ہی ڈیٹا پر کام کر سکتے ہیں۔ کلاؤڈ اسٹوریج سولیوشنز مختلف ڈرائیوز پر بہت آسان رہتا ہے۔ پہلے ہر وقت ایک نامعلوم دھڑکا لگا رہتا تھا کہ کہیں میرا کمپیوٹر خراب ہوگیا یا فائل کرپٹ ہوگئی تو کیا ہوگا! اب یہ تشویش ختم ہوگئی ہے۔

فورتھ جنریشن (4G): 4G کلاؤڈ ٹیکنالوجی کا ذکر ہو اور ہم فورجی انقلاب کو بھول جائیں یہ کیسے ممکن ہے۔ سال 2008ء میں انٹرنیشنل ٹیلی کمیونی کیشنز یونین نے فورتھ جنریشن (4G) معیارات کے لیے شرائط طے کیں۔ 4G نے 3G کے مقابلے میں کہیں زیادہ تیز موبائل براڈ بینڈ انٹرنیٹ رسائی فراہم کی اور اسمارٹ فون سے گیمنگ سروسز، ایچ ڈی موبائل ٹی وی، وڈیو کانفرنسگ اور کلاؤڈ کمپیوٹنگ کو ممکن بنایا۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں 4G سروسز موجود ہیں، جو کئی زندگیوں کو بدل رہی ہیں۔

نجی کلاؤڈ: کمپنیاں نجی کلاؤڈ ذاتی استعمال کے لیے بناتی ہیں، جس کے لیے Open Stack یا مائیکروسافٹ سسٹم سینٹر جیسے سافٹ ویئر استعمال کیے جاتے ہیں۔ ایسے بھی سافٹ ویئر انجینئرز ہیں، جنہوں نے اس کے استعمال سے ایسی ایجوکیشنل ایپس بنائی ہیں، جو یونیورسٹی دوستوں کے ساتھ علمی تبادلے پر مبنی ہیں۔

کلاؤڈ ٹیکنالوجی کا مستقبل: کلاؤڈ کمپیوٹنگ پیداواری پختگی تک پہنچ گیا ہے۔ 3G اور 4G کے آنے کی وجہ سے ٹیلی کام سیکٹر نے سب سے زیادہ ترقی کی ہے۔ اب 5G کی تیاریاں زور و شور سے جاری ہیں، جس کی رفتار کا پیمانہ روشنی سے مماثل قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ وہ دور ہوگا جب بفرنگ ماضی کا قصہ بن جائے گی۔ طالب علم زیادہ فعال انداز میں کلاؤڈ ٹیکنالوجی سے لطف اندوز ہو سکیں گے۔

تعلیم و روزگار

محمد عادل فریدی

سعودی عرب اور ایران کا تعلقات بحال کرنے کا معاہدہ

ایران اور سعودی عرب کے درمیان از سر نو تعلقات بحالی کا معاہدہ طے پا گیا۔ یہ معاہدہ چینی دارالحکومت بیجنگ میں ہونے والے مذاکرات کے بعد سامنے آیا ہے۔ ایران اور سعودی عرب کے سرکاری میڈیا کے مطابق ایران اور سعودی عرب نے دو ماہ کے اندر تعلقات کی بحالی اور سفارتھانے دوبارہ کھولنے پر اتفاق کیا ہے۔ (یو این آئی)

تیونس میں تارکین وطن کی کشتیاں ڈوبنے سے 14 افراد ہلاک

تیونس میں مسلسل دو روز کے دوران تارکین وطن کی دو کشتیاں ڈوب گئیں جن میں مجموعی طور 14 افراد ہلاک ہو گئے جب کہ 54 افراد کو بچالیا گیا۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق تیونس کے ساحل سفیکس میں تارکین وطن کی دو کشتیاں ڈوب گئیں۔ پہلے واقعے میں 3 افراد ہلاک اور 34 کو بچالیا گیا جب کہ دوسرے واقعے میں 11 ہلاک اور 20 افراد کو بچالیا گیا۔ تیونس کوسٹ گارڈ کے ترجمان نے بتایا کہ صحارا افریقہ سے آنے والی تارکین وطن کی 14 کشتیوں کو واپس بھیجا گیا جس کے باعث 435 افراد کی جان بچ گئی تاہم دو کشتیاں ڈوب گئیں۔ افریقی ممالک میں غربت اور نسل پرستانہ فسادات کی وجہ سے اچھے اور محفوظ مستقبل کی تلاش میں سالانہ 10 ہزار سے زائد افراد غیر قانونی طور پر یورپی ممالک کا رخ کرتے ہیں۔ صحارا افریقہ سے آنے والے تارکین وطن بھی تیونس سے غیر محفوظ کشتیوں میں یورپ پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تیونس کے ساحل سے اٹلی کا جزیرہ لیپڈوسا 130 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

یہودی آبادکاروں کی پرتشدد کارروائیوں پر امریکہ نے بے اطمینانی کا اظہار کیا

امریکہ کے وزیر دفاع لائڈ آسٹن نے مقبوضہ دریائے اردن کے مغربی کنارے پر یہودی آبادکاروں کی طرف سے فلسطینیوں کے خلاف اختیار کردہ پرتشدد کاروائیوں پر بے اطمینانی کا اظہار کیا ہے۔ امریکی وزیر دفاع نے کہا کہ یہودی بستیوں کی توسیع اور اشتعال انگیز بیانات سمیت مزید عدم استحکام کا سبب بننے والے ہر طرح کے اقدامات کی قطعی مخالفت کرتا ہے۔

آسٹن نے تل ابیب کے بین الاقوامی بین گورئین ایئرپورٹ کے جوار میں اپنے اسرائیلی ہم منصب یوآ گوالانٹ کے ساتھ دوطرفہ ملاقات کے بعد مشترکہ پریس کانفرنس میں شرکت کی۔ (یو این آئی)

رمضان کی آمد، امارات کے اسٹورز کا 10 ہزار اشیاء کی قیمتیں کم کرنے کا اعلان

متحدہ عرب امارات کے اسٹورز نے رمضان المبارک کے لیے 10 ہزار اشیاء کی قیمتوں میں کمی کا اعلان کیا ہے، یو اے ای میں سپر مارکیٹس لوگوں کو کھانے پینے کی اشیاء سمیت روزمرہ استعمال کی چیزوں کی قیمت پر 75 فیصد رعایت دیں گے۔ بچت اسکیموں سے آن لائن بھی فائدہ اٹھایا جاسکے گا۔ خریداری کرنے والے رمضان المبارک کے دوران 10 ہزار سے زائد اشیاء پر 75 فیصد تک کی کمی سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ ماہ مبارک میں اشیاء کی طلب میں اضافے کو پورا کرنے کے لیے اسٹاک کو بھی 15 فیصد بڑھا دیا گیا ہے۔ صارفین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کے لیے مختلف بچت اسکیمز اور خصوصی ڈسکاؤنٹ متعارف کروائے گئے ہیں۔ (نیوز ایکسپریس)

ملائشیا کے سابق وزیر اعظم محی الدین پر بدعنوانی کے الزامات

ملائشیا کے سابق وزیر اعظم محی الدین یاسین کو کووڈ وبا کے ابتدائی دنوں میں مبینہ طور پر رشوت لینے کے الزام میں 20 سال قید کی سزا کا سامنا ہے۔ انہوں نے الزامات کی تردید کی ہے اور فی الحال انہیں ضمانت پر رہا کر دیا گیا ہے، وہ ملک کے ایسے دوسرے رہنما بن گئے، جن پر عہدہ چھوڑنے کے بعد بدعنوانی کے الزامات عائد کیے گئے ہیں۔

محی الدین سن 2020 سے 2021ء کے درمیان 17 ماہ تک وزیر اعظم کے عہدے پر فائز رہے۔ انہوں نے عدالت میں کہا کہ وہ قصوروار نہیں ہیں اور ان پر سیاسی محرکات کی بنا پر الزامات عائد کیے گئے ہیں۔ محی الدین یاسین پر جرم ثابت ہونے پر 20 سال قید اور بھاری جرمانے کی سزا ہوسکتی ہے محی الدین یاسین پر جرم ثابت ہونے پر 20 سال قید اور بھاری جرمانے کی سزا ہوسکتی ہے۔ محی الدین یاسین پر الزام ہے کہ انہوں نے ملائشیا کے وبائی امراض فنڈ میں اعانت دینے کے بدلے میں کمپنیوں کو ٹھیکے دینے کے لیے ان سے رشوت وصول کی۔ (ڈوئچے ویلے)

شی جن پنگ ریکارڈ تیسری مرتبہ چین کے صدر منتخب

شی جن پنگ، ماؤزے تنگ کے بعد چین کے سب سے طاقت ور رہنما کے طور پر اپنی گرفت مضبوط کر رہے ہیں اور تاحیات اقتدار میں رہنے کی راہ پر ہیں۔ جمعہ کے روز روایت کو توڑتے ہوئے وہ تیسری مرتبہ پانچ سال کے لیے ملک کے صدر منتخب ہو گئے۔ نیشنل پیپلز کانگریس (این سی پی) کے تقریباً 3000 ارکان نے ایک بلا مقابلہ انتخاب میں 69 سالہ شی جن پنگ کو صدر بننے کے لیے ووٹ دیا۔ اس انتخاب میں ان کا کوئی حریف نہیں تھا۔ 2018 میں شی جن پنگ نے ایک شخص کے دو مرتبہ سے زیادہ صدر بننے کی پابندی ختم کردی تھی اور اپنی تیسری مدت صدارت کے لیے راہ ہموار کرلی تھی۔ گزشتہ اکتوبر میں ان کے اختیارات میں پہلے ہی توسیع کردی گئی تھی جب انہیں حکمران کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے جنرل سیکرٹری کے طور پر مزید پانچ سال کے لیے دوبارہ مقرر کیا گیا۔ پارلیمان میں جمعہ کے روز ہونے والی ووٹنگ کے دوران شی جن پنگ کو چین کے مرکزی فوجی کمیشن کے سربراہ کے طور پر بھی تیسری مدت کے لیے متفقہ طور پر منتخب کیا گیا۔ ژاو لیجی کو پارلیمان کا نیا اسپیکر اور ہان ژینگ کو نیا نائب صدر مقرر کیا گیا۔ دونوں شی کی سابقہ ٹیم میں طاقتور پولٹ بیورو کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے رکن کے طور پر شامل تھے۔ اگلے دو روز میں صدر شی کے منظور کردہ حکام کو تعینات یا منتخب کیا جائے گا، جو کابینہ میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوں گے۔ ان میں وزیر اعظم لی کیانگ بھی شامل ہیں، جن کے بارے میں توقع ہے کہ انہیں چین کے دوسرے نمبر پر آنے والے رہنما کے طور پر وزیر اعظم نامزد کیا جائے گا۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

حج 2023: فارم بھرنے کی تاریخ میں 20 مارچ تک توسیع

حج کمیٹی آف انڈیا نے حج فارموں کی تاریخ میں 20 مارچ تک توسیع کی ہے۔ پہلے یہ تاریخ 10 مارچ تک تھی، لیکن چونکہ فارم بھرنے کا اعلان دیر سے کیا گیا تھا، اس لیے حج کمیٹی آف انڈیا نے تاریخ میں توسیع کی ہے، اب عازمین 20 مارچ کی شام 5 بجے تک آن لائن فارم بھر سکتے ہیں۔ واضح ہو کہ امسال حج کرایہ میں 80 ہزار روپیہ کی کمی کی گئی ہے جبکہ عازمین کی بہتر سہولیات کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں۔ اس سال ملک بھر سے ایک لاکھ بھارتی عازمین کے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کا اندازہ ہے۔ (یو این آئی)

دارالقضاء کے قیام کا مقصد معاشرہ میں انصاف کو عام کرنا ہے: حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی

مہسول ضلع سیتامڑھی میں دارالقضاء کی عمارت کے سنگ بنیاد کے موقع پر حضرت امیر شریعت کا بصیرت افروز خطاب

امارت شرعیہ کا نظام مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کا حصہ اور اس کا شعبہ دارالقضاء ایک محکم ایمانی فریضہ ہے۔ دارالقضاء کے قیام کا مقصد معاشرہ میں انصاف کو عام کرنا اور انصاف کی راہ کو آسان بنانا ہے۔ انصاف جس قدر عام ہوگا، معاشرہ میں اسی قدر امن وسکون قائم ہو سکے گا، اس وقت مختلف جہتوں سے شریعت اسلامی کو داغدار کرنے اور نئی نسل کے ذہن ودماغ کو اپنے دین وشریعت سے بیزار کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں، ایسے حالات میں ہمیں نئے جذبہ ایمانی کے ساتھ اپنے دین وشریعت پر عمل کے لیے تیار رہنا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ آپسی تنازعات اور اختلافات اس دارالقضاء کے ذریعہ فیصل کرائیں۔ ان خیالات کا اظہار امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے مورخہ 6 مارچ 2023 کو مہسول، ضلع سیتامڑھی میں دارالقضاء کی عمارت کے سنگ بنیاد کے موقع پر منعقد اجلاس عام میں اپنے صدارتی خطاب کے دوران کہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں کے دنیا میں آنے کا مقصد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے ہوئے نظام کو قائم رکھنا ہے، اور دارالقضاء کی تعمیر کا مقصد بھی نظام مصطفیٰ کی تنفیذ ہے۔ اسلام کے نظام میں سب سے بنیادی چیز عدل یعنی انصاف ہے، دارالقضاء کے قیام کا مقصد بھی اسی انصاف کو عام کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دارالقضاء ہم لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کا مرکز ہے، یہ صرف نکاح اور طلاق کا مسئلہ حل نہیں کرتا، بلکہ ان کے علاوہ بھی کئی مسائل ہیں جن کا حل دارالقضاء کے ذریعہ ہوتا ہے۔ وراثت، وصیت، ہبہ، وقف ودیگر روزمرہ کے مسائل بھی دارالقضاء کے ذریعہ حل کیے جاتے ہیں۔ یہاں اپنے نزاعات کو حل کرانے میں آپ کا وقت بھی بچے گا، اور آپ کا پیسہ بھی بچے گا اور فیصلہ بھی جلد اور انصاف پر مبنی ہوتا ہے۔

اس اجلاس میں نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نے فرمایا کہ امارت شریعت کا نظام دراصل دین وشریعت پر مسلمانوں کو چلنے کی تلقین کرنے سے عبارت ہے امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا شبلی القاسمی صاحب نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر مسلمان امارت شرعیہ کی ایک اینٹ ہے آپ نے بہت مختصر وقت میں امارت شرعیہ کے حالیہ کاموں کا جائزہ پیش کیا۔ مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا محمد عمران قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ بالا ساتھ، حضرت مولانا سعید احمد صاحب ناظم مدرسہ نور السلام تجوید القرآن سنگھا چوڑی، مولانا عبد المنان صاحب ناظم مدرسہ امدادیہ اشرفیہ راجوپٹی، مولانا اظہار الحق قاسمی ناظم جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں، مولانا حکیم محمد ظہیر صاحب ناظم طیب المدارس پریہار نے بھی اپنے خطاب میں دارالقضاء کی اہمیت وافادیت اور اصلاح معاشرہ کے دیگر پہلوؤں پر خطاب کیا اور دارالقضاء کے قیام کو وقت کا اور علاقہ کی اہم ضرورت قرار دیا اور امید ظاہر کی کہ اس سے علاقہ کے مسلمانوں کے عائلی مسائل کے حل میں آسانی ہوگی۔ جناب انجینئر فہد رحمانی صاحب سی ای او رحمانی تھرٹی اور جناب حافظ احتشام رحمانی رکن شوریٰ امارت شرعیہ بھی شریک رہے۔ اجلاس کو کامیاب اور با مقصد بنانے میں ڈاکٹر محمد ساجد خان، جناب شمس شہنواز صاحب، حاجی نعیم احمد صاحب، قاری ایاز صاحب وغیرہ کے علاوہ مقامی معززین ونوجوانوں کی بڑی جماعت پیش پیش رہی اجلاس میں ہزاروں کی تعداد میں علماء ائمہ اور عوام وخواص نے شرکت کی۔

حضرت امیر شریعت نے تمام منتظمین وذمہ داران کے علاوہ بطور خاص ان معاونین کا نام لے کر شکریہ ادا کیا جو دارالقضاء کی عمارت کی تعمیر کے سلسلہ میں پیش پیش ہیں اور اپنا گراں قدر تعاون پیش کر رہے ہیں، اور آئندہ بھی تعاون کرنے کا وعدہ کیا، ان میں جناب مولانا محمد اظہار الحق صاحب، جناب مولانا عبد المنان صاحب، قاری ایاز احمد صاحب، جناب ڈاکٹر ساجد حسین صاحب، جناب عبد اللہ رحمانی صاحب، جناب مولانا سعید احمد صاحب، جناب قاری وقار احمد، جناب عارف حسین، جناب عطاء اللہ رحمانی، جناب حاجی لیاقت حسین، جناب مولانا فیاض حسین صاحب، عبد الودود صاحب، تنویر شمسی صاحب، جناب ضیاء الرحمٰن صاحب، اصغر حسین صاحب، جناب قاسم صاحب، جناب حاجی نعیم صاحب، جناب ارمان صاحب، جناب شہنواز صاحب، مولانا عمران قاسمی قاضی شریعت بالا ساتھ، مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا پرویز صاحب، مکھیا عبد اللہ رحمانی کے علاوہ تنظیم امارت شرعیہ ضلع سیتامڑھی اور مجلس استقبالیہ مہسول کے ارکان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آخر میں امیر شریعت کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

حضرات مبلغین وکارکنان امارت شرعیہ کے مالیاتی دورے کا پروگرام

رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ میں مالی فراہمی کے لئے حضرات مبلغین، عمال، اور کارکنان امارت شرعیہ حسب ذیل علاقے کا دورہ کریں گے، اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ زکوۃ وصدقات اور خصوصی عطیات سے امارت شرعیہ کا تعاون فرمائیں، اگر کسی جگہ امارت شرعیہ کا کوئی بھی نمائندہ نہیں پہنچے تو بذریعہ منی آرڈر یا چیک وڈرافٹ ناظم بیت المال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ 801505 کے پتہ پر بھیج دی جائے، چیک یا ڈرافٹ پر صرف یہ لکھا جائے۔ BAITUL MAL IMARAT SHARIAH PATNA

صوبہ مغربی بنگال

❁ جناب مولانا فلاح الدین صاحب قاضی شریعت دارالقضا امارت شرعیہ کولکاتا: پارک سرکس، کانکی نارا، وغیرہ کولکاتا

❁ جناب مولانا محمد ضمیرالدین قاسمی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ فیرس لین: شہر کولکاتا ومضافات

❁ جناب مولانا مفتی محمد اکبر حسین مظاہری، معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ توپسیا: خضر پور، مٹیابرج، بیل گچھیا۔

❁ جناب مولانا محمد عباس مظاہری صاحب عامل امارت شرعیہ:
منگلاہاٹ، سیالدہ، بارکپور، اکرہ، چٹابازار، مٹیابرج، دمدم، کمرہٹی، ضلع ہگلی، رشرا، ہوڑہ ومضافات کولکاتہ

❁ جناب مولانا مفتی زبیر احمد قاسمی صاحب قاضی شریعت آسنسول: بردوان، درگاپور، جموڑیا، پاناگڑھ، بیناچٹی، کالی پہاڑی، سیتل پور، ریل پار، تالڈانگہ، چیرکونڈا، باگھاکنڈھی، شبلی باڑی، بودہ، چیناکوڑی وغیرہ

❁ جناب مولانا رئیس احمد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: شہر کولکاتا ومضافات

❁ جناب قاری محمد داؤد عرفانی صاحب آسنسول: آسنسول، منشی بازار، مرغا ساسل، اوشا گرام، ہاٹن روڈ، بسٹن بازار، رانی گنج ومضافات سوانگ، کٹھرہ، کرپیتیا، گومیا سنڈے بازار، چندر پور وغیرہ۔

❁ جناب مولانا محمد فخرالدین قاسمی صاحب قاضی شریعت دارالقضاء پرولیا: ضلع پرولیا مغربی بنگال

❁ مولانا ضیاءالاسلام قاسمی دارالقضاء امارت شرعیہ: مرشدآباد، مرارے بنگال وملحقہ مواضعات، مہیش پور جھارکھنڈ

صوبہ مہاراشٹر، مدھیہ پردیش و گجرات

❁ جناب مولانا سراج الدین قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ شمسیہ گوڑگاواں، گڈا:
مالیگاؤں، جل گاؤں، دھولیہ، ناسک، کٹھور، بھوساول، مہاراشٹر وغیرہ

❁ جناب مولانا منت اللہ حیدری صاحب کارکن امارت شرعیہ: سورت، احمدآباد، ناندیر، وغیرہ

❁ جناب مولانا سعید اسعد صاحب کارکن دارالقضاء آسنسول:
بھوپال، اندور، کھنڈوا، ناگپور، اسلام پور، اے ڈی ڈی کالونی، برن پور، آسنسول، کمارڈوبھی۔آسنسول، بڑاکر، کلٹی، نعمت پور، اکھڑابازار، انڈال، قریشی محلّہ، نیا محلّہ وغیرہ

❁ مولانا محمد نوشاد عالم صاحب مبلغ امارت شرعیہ: کھرگون، بھیکن گاؤں، اجین۔ بروانی، دھار، مہومدھیہ پردیش،

❁ جناب مولانا وسیم غازی صاحب: معاون قاضی
کفلیتہ، ڈابھیل، لاجپور، مرولی، حاجی پورا، کالاکاچھا، کچھولی۔صوبہ گجرات۔

صوبہ کرناٹک وتامل ناڈو

❁ جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ:
مدراس، ویلور، گڑیاتم، وانمباڑی، میل وشارم، حاسن، بنگلور، میسور وغیرہ

صوبہ آندھرا پردیش وتیلنگانہ

❁ جناب مولانا صبغت اللہ قاسمی معاون قاضی دارالقضا امارت شرعیہ کٹک:
حیدرآباد، وجے واڑہ، سکندرآباد، وشاکھاپٹنم۔

❁ جناب مولانا طارق صاحب دارالقضاء کشن گنج کوڈور، نیلور، تیروپٹی، نائرپیٹ، سلورپیٹ وغیرہ۔

صوبہ راجستھان

❁ جناب مولانا احمد حسین قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ: جےپور، جودھ پور، بیلگام، ہبلی۔

صوبہ یوپی

❁ جناب مولانا سعوداللہ رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:
بھدوہی، بنارس، مئوناتھ بھنجن، خیرآباد، مبارک پور، کوپاگنج، گورکھپور، بلیا، دیوریا وغیرہ

❁ جناب مولانا سلطان صاحب دارالقضاء یکہتہ: امروہہ، مرادآباد، ہاپوڑ

شہر دھلی

❁ جناب مولانا مفتی محمد وصی احمد قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت:
اوکھلا، جامع مسجد، قصاب پورا، چمیلیان روڈ، بلیماران، کھاڑی باؤلی، شیش محل، اندرلوک تری نگر، وغیرہ۔

❁ جناب مولانا عبدالقادر قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:
جعفرآباد، سیلم پور، نوئیڈا، لچھمی نگر، سرائے کالے خان، ، باڑہ ، ہندوراؤ، برف خانہ دہلی وآگرہ، فریدآباد، گورگاؤں

❁ جناب مولانا عبداللہ جاوید صاحب: شہر دہلی حلقہ نبی کریم، سرائے خلیل، سلطان پوری، شاشتری نگر، لچھمی نگر

❁ مولانا مفتی راشد انور قاسمی صاحب دارالقضاء امارت شرعیہ پٹنہ قرول باغ، بوانہ واطراف شہر دہلی

صوبہ جھارکھنڈ

❁ جناب مولانا مفتی محمد انور قاسمی صاحب قاضی شریعت رانچی:
ڈورنڈہ، رحمت کالونی، منی ٹولی، دھروا، پنڈولی، نیاسرائے، موری، بلسوکرا، سونس وغیرہ

❁ جناب مولانا محمد ارشاد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:
رانچی شہر، تورپا، تپکرا، کھونٹی، ہزاری باغ، بڑکاکانا، چترا، بالوماتھ، لوہردگا۔

❁ جناب مولانا محمد شاہد قاسمی صاحب قاضی شریعت دھنباد: جھریا، جگ جیون نگر، کوئلہ بھون، شہر دھنباد وغیرہ

❁ جناب مولانا کلیم اللہ مظہر صاحب قاضی شریعت چترپور: چترپور، رام گڑھ ومضافات

❁ جناب مولانا عبدالجبار صاحب مبلغ امارت شرعیہ: جامتارا، چترنجن، پیرپینتی، صاحب گنج، تین پہاڑ، راج محل، پاکوڑ، دمکا

❁ جناب حافظ شہاب الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ:
سوانگ، کٹھرہ، کرپیتیا، پھسرو بازار، بوکارو، اسٹیل سیٹی، گومیا سنڈے بازار، چندر پور وغیرہ

❁ جناب مولانا سعود عالم قاسمی صاحب قاضی شریعت جمشید پور: شہر جمشید پور ومضافات

❁ جناب مولانا محمد افروز سلیمی قاسمی صاحب کارکن دارالقضاء جمشید پور:
شہر جمشید پور، موسی بنی، مئوبھنڈار، چکولیا، گوئیل، کیرہ، ہلدی پوکھر، چائباسہ، چکردھرپور، راج کھرسواں وغیرہ

❁ جناب مولوی ممتاز احمد صاحب منیجر مکتبہ امارت شرعیہ:
جلوہ آباد، کوڈرما، مرکچو، ڈمچانچ، حسن آباد، چھتربر، جھمری تلیا، راج دھنورا وغیرہ

❁ جناب مولانا شمس الحق قاسمی قاضی شریعت گریڈیہہ: شہر گریڈیہہ، بھنڈاری ڈیہہ وملحقہ مواضعات

صوبہ اڈیشہ

❁ مولانا عبدالودود صاحب قاضی شریعت راورکیلا

❁ جناب مولانا عتیق الرحمٰن صاحب قاسمی معلم مکتب امارت شرعیہ

❁ جناب مولانا کرامت حسین صاحب معلم راورکیلا:
شہر راورکیلا، اسپات مارکیٹ، لوہنی پاڑہ، بنیئی گڑھ، پان پوس، بنڈامنڈا، منوہرپور، کوئل بینک، بیل پہاڑ، برج راج نگر، رائے گڈھ، بلاسپور، سمبلپور، گوئل کیڑا، سکٹر ۱۵ راورکیلا، نجنی، راج نگر، ٹیلاگڑھ، سندرگڑھ وغیرہ

صوبہ آسام

❁ جناب مولانا عبدالباری راہی مبلغ امارت شرعیہ:
تین سکیا، ڈبروگڑھ، جوڑہاٹ، سیلاپتھار، نورتھ لکھیم پور، گوہاٹی، شیلانگ، گوالپارہ، کوچ بہار، سیب، ساگرالنگ، اینٹہ نگرارونا چل پردیس اور مضافات

صوبہ چھتیس گڑھ

❁ جناب مولانا وسیم اختر قاسمی قاضی شریعت گیا: امبیکاپور، ودیگر اضلاع چھتیس گڑھ وشہر گیا ومضافات

صوبہ بہار

❁ جناب مولانا مفتی اسعد عثمانی، قاضی شریعت جوگبنی
بتھناہا، جوگبنی مختلف محلّہ جات، رانی بستی، مٹی اروہ، براٹ نگر، دوہبی، دھران، ضلع مورنگ، سپتری وسنسری، نیپال

❁ مولانا ارشد قاسمی، قاضی شریعت پورنیہ۔ شہر پورنیہ وغیرہ

❁ جناب مولانا افتخار قاسمی صاحب کارکن امارت شرعیہ: شہر پورنیہ، گلاب باغ وغیرہ

❁ مولانا محمد عادل فریدی: دلسنگھ سرائے، ویدیاپتی، مہنیا، چک بہاءالدین، روسڑا، دھرم پور، نیوکالونی، مسری گھڑاری، موہن پور، تاجپور وبگھونی، ساتن پور، ضلع سمستی پور۔

❁ جناب مولانا ابوالقاسم رحمانی معاون قاضی امارت شرعیہ: شہر سوپول ومضافات

❁ جناب مولانا منظر احسن صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔ کلیاگنج، بہادرگنج، ٹھاکرگنج، دیگھل بینک، کوچادھامن، ہلدی کھوڑا۔

❁ جناب مولانا عبدالحق صاحب، کارکن دارالقضاء کٹیہار۔ شہر کٹیہار ومضافات

❁ جناب مولانا شاہ نواز عالم مظاہری امارت شرعیہ:۔ ستارہ، کراڈ، رتناگری، گوا، کشن گنج، بہادرگنج، وغیرہ

❁ جناب مولانا محمد عتیق اللہ رحمانی قاضی شریعت ارریہ: شہر ارریہ، گیاری، زیرومائل ومضافات

❁ مولانا زین الحق صاحب مبلغ امارت شرعیہ: جمال الدین چک یوسف، پٹنہ، سرجاپور، چھاتاپور، پپرابازار، بھوکراہی، قدم پورہ، بھپٹاہی، سرائے گڑھ، جدیابازار، وتربینی گنج ضلع سوپول

❁ جناب مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی امارت شرعیہ: سہرسہ شہر وسمری بختیار پور۔

❁ جناب مولانا محبوب رحمانی ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:
نوہٹہ، مجھول، بھلاہی، کرہرا، سونبرسا راج سٹین آباد بیجناتھ پورثور بازار وغیرہ۔

❁ مولانا نصیرالدین مظاہری: شہر نوادہ ومضافات وشہر کانپور (یوپی)

❁ مولوی فیروز عالم مبلغ امارت شرعیہ: رانی ساگر، پیرو، بکرم گنج، ناصری گنج، بھوجپور، ڈمراؤں، بکسر وغیرہ

❁ جناب مولانا قاضی امان اللہ صاحب قاضی شریعت سمستی پور: متھراپور، اکبرپور، ملکی، وارث نگر، رام پور رہوا، رودولی، خالص پور، محی الدین نگر، حسن پور، نیرپور، چک اشرف، فاضل پور ضلع سمستی پور

❁ جناب مولانا ارشد قاسمی صاحب قاضی شریعت کشن گنج۔ شہر کشن گنج

❁ جناب مولانا صابر حسین قاسمی صاحب ہارون نگر، سیکٹر ۱۔۲۔۳ پھلواری شریف پٹنہ

❁ مولانا فیاض عالم صاحب قاضی شریعت مدھے پورہ۔ شہر مدھے پورہ

حضرات مبلغین وکارکنان امارت شرعیہ کے مالیاتی دورے کا پروگرام

صوبہ بہار

❁ جناب مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگلپوری معاون قاضی امارت شرعیہ:
چمپانگر، ناتھ نگر، سنہولہ، ھنوارہ، کہل گاؤں (بھاگل پور) کمہار، داؤد بیگھہ (پٹنہ)

❁ جناب مولانا شعیب عالم قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:
سوپول بیرول ضلع دربھنگہ، مونگیر، تاراپور، حویلی کھڑکپور، غازی پور، بھاگلپور، وغیرہ۔

❁ جناب مولانا مزمل حسین قاسمیصاحب مبلغ امارت شرعیہ
گوگری، جمال پور، کڑواموڑ، مہتاب نگر،، پیر الطیف، جلکوڑہ، سہسی، جوگیا، شہر کھگڑیا۔

❁ جناب مولانا افتخار احمد قاسمی صاحب، قاضی شریعت آڑھا آڑھا، جمہر یا ومضافات (جموئی)

❁ جناب مولانا محمد ارشد رحمانی صاحب آفس سکریٹری نظامت امارت شرعیہ:
شہر آرہ، کوئیلور ضلع بھوجپور، معین پورہ، خواجہ پورہ، دیگھا، شاشتری نگر پٹنہ ومضافات۔

❁ جناب مولانا شمیم اختر مظاہری صاحب معلم دھنباد
گیا، شیر گھاٹی، ٹکاری، ڈہری اون سون، کواتھ، رسول پور، بھٹواں، وغیرہ

❁ مولوی مطیع اللہ مبلغ امارت شرعیہ۔ رفیع گنج، ہنٹر گنج، جوڑی، سرواں بازار، داؤدنگر، اورنگ آباد۔

❁ جناب مولانا محمد ظہیر الحسن شمسی رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: حاجی پور، چھپرہ، تھاوے، فتحہ، گوپال گنج،، بیلا، مٹھیا، خدائی باغ، اولہن پور، محمد پور پچروکھی، وغیرہ۔

❁ مولوی سراج الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بیرگنج، بیرگنیا، چھورادانو، گھوڑاصحن، رکسول، موتیہاری مشرقی چمپارن

❁ جناب مولانا قاضی اطہر صاحب قاضی شریعت ڈھاکہ: شہر ڈھاکہ۔

❁ قاری مجیب الرحمٰن استاذ تحفیظ القرآن امارت شرعیہ: سیتامڑھی شہر، پوپری وکھیتان مارکیٹ، باؤلی محلہ پٹنہ۔

❁ جناب مولانا محمد ابوالکلام شمسی نگراں امارت پبلک اسکول:
عدالت گنج، فریزر روڈ، پٹنہ جنکشن، چریا ٹانڑ، اگزبیشن روڈ، جمال روڈ، بینک روڈ، جے سی روڈ وغیرہ

❁ جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال امارت شرعیہ:
پاٹلی پترا کالونی، بورنگ روڈ، کرشنا پوری، بیلی روڈ، راجیونگر ومضافات

❁ جناب مولانا مطیع الرحمٰن شمسی کارکن دارالقضاء امارت شرعیہ: کربگھیا، کنکر باغ، راجندر نگر، شریف کالونی، پتھر کی مسجد، عظیم آباد کالونی، گولک پور، شاہ گنج، سلطان گنج، ترپولیا، عالم گنج، نیو عظیم آباد کالونی وغیرہ

❁ جناب مولانا رضوان احمد ندوی نائب مدیر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ:
سبزی باغ، رمنہ روڈ، پٹنہ مارکیٹ، ہتھوا مارکیٹ، کھیتان مارکیٹ، مراد پور، فقیر وارہ، لنگر ٹولی، خزانچی روڈ وغیرہ

❁ جناب مولانا امتیاز احمد قاسمی معاون قاضی امارت شرعیہ:
پچھم دروازہ، مال سلامی، ملت کالونی پھلواری شریف، سرانڈی، قاضی نگر، آر کے نگر۔

❁ جناب مولانا محمد مجیب الرحمٰن قاسمی دربھنگوی معاون قاضی امارت شرعیہ: چتکوہرہ، آفیسرز فلیٹ، ایم ایل اے فلیٹ، گردنی باغ، میٹھاپور، علی نگر کالونی، نیوملت کالونی، آر کے نگر، سجاد نگر، پولیس کالونی، انیس آباد، ہائی کورٹ مسجد

❁ جناب سید محمد خبیب قادری کارکن بیت المال امارت شرعیہ: خانقاہ محلہ، عیسیٰ پور، نئی آبادی وغیرہ

❁ جناب مولانا بدر انیس قاسمی کارکن دارالقضاء امارت شرعیہ:
پالی، بکرم، نوبت پور، دلہن بازار، سنگھڑہ، پپلاواں، آدم پور، ناریل گھاٹ، لال کوٹھی، داناپور شہر، کرجی، دجرا، بانس گھاٹ۔

❁ جناب مفتی احتکام الحق قاسمی صاحب نائب مفتی امارت شرعیہ
سمن پورہ، اندراپوری، مجسٹریٹ وایل جی کالونی، تاج نگر و نئی آبادی پھلواری شریف۔

❁ جناب مولانا مطیع الرحمٰن مبلغ امارت شرعیہ۔ بختیار پور، باڑھ، مکامہ، لکھی سرائے، سکندرہ، چیورا، شیخ پورہ۔

❁ جناب مولانا وصی احمد قاسمی قاضی شریعت ٹیڑھا گاچھ، کشن گنج: حلقہ ٹیڑھا گاچھ وملحقہ مواضعات

❁ جناب مولانا عبدالواحد قاسمی قاضی شریعت دین بندھی بلوابازار، بیرپور بازار، دین بندھی وملحقہ مواضعات

❁ جناب مولانا اصغر صاحب قاضی شریعت جہان آباد: شہر جہان آباد، ارکی، فولاد پور، شکور آباد۔

❁ مولانا ابوذر مفتاحی صاحب مبلغ امارت شرعیہ ڈومریا، رانی گنج رام پور، رجوکھر، جلال گڑھ ضلع ارریہ

❁ جناب مولانا ارشد علی رحمانی قاضی شریعت دربھنگہ: شہر دربھنگہ

❁ جناب مولانا عبدالباری قاسمی صاحب معاون قاضی دارالقضاء سیوان: شہر سیوان، ہری ہانس ومضافات۔

❁ جناب مولانا محمد اشتیاق قاسمی معاون دارالقضاء بسوریا وبگھا: بگھا، بسوریا، دیوراج وغیرہ

❁ جناب حافظ عمیر صاحب مبلغ امارت شرعیہ: اندور، اجین ومضافات مدھیہ پردیش، ومنی گاچھی، بینی پور، بلاک ضلع دربھنگہ

❁ مولانا غلام سرور مظاہری مبلغ امارت شرعیہ: برسونی پورنیہ، ڈگروا، بائسی، امور، روٹا۔

❁ مولانا محمد صلاح الدین قاسمی مبلغ امارت شرعیہ: کاوا چکنوٹہ، سرائے، بھگوانپور، شاہ پور پٹوری ویشالی، سنگھیا

❁ جناب مولانا رضی احمد ندوی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ مونگیر: بہار شریف (بہار) شہر ممبئی، بائیکلہ، مدن پورہ، سائن، دھراوی، مومن پورہ، وی ٹی، قلابہ، ناگ پاڑہ ممبئی۔

❁ جناب مولانا محمد نعمان اختر قاسمی صاحب قاضی شریعت جھاجھا: جھاجھا وجموئی وملحقہ مواضعات جموئی

❁ جناب مولانا جرجیس احمد قاسمی معاون قاضی بیگوسرائے: شہر بیگوسرائے ومضافات

❁ مولانا محمد رضوان عالم مظاہری مبلغ امارت شرعیہ: سنگھیشو راستھان، مرلی گنج، بھرکھی، کمارکھنڈ۔ ضلع مدھے پورہ

❁ مولانا مجاہد الاسلام رحمانی پورنوی مبلغ امارت شرعیہ: دراجلنگ، کالم پونگ، بانرہاٹ، جئے گاؤں، دیماپور شانتی پور، گیٹ سدیا، چاماپا، کھوا، دمدمہ

❁ مولانا محمد صبغت اللہ صاحب مبلغ امارت شرعیہ: مٹیانی، شاہ پور کمال، بلیا، بھگوانپورہ، ضلع بیگوسرائے

❁ مولانا مفتی اکبر علی قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: حیاگھاٹ، ہنومان نگر، گھنشیام پور، تارڈیہہ ضلع دربھنگہ

❁ مولانا نوشاد عالم مظاہری صاحب مبلغ امارت شرعیہ: ضلع شیوہر کے مختلف مواضعات وشہر مظفر پور

❁ مولانا محمد اسعد اللہ صاحب مبلغ امارت شرعیہ: برونی، بیگوسرائے، منجھول، بکھری، گڑھپورہ، ناؤکوٹھی، ضلع بیگوسرائے

❁ مولانا ذکراللہ ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: رونی سید پور، میجر گنج، بیرگنیاں، سرسنڈ۔

❁ مولانا عمید الزماں ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔ بارسوئی، بلرام پور وغیرہ ضلع کٹیہار

❁ مولانا فیاض احمد صاحب مبلغ امارت شرعیہ۔ رہیکا، کیوٹی وصدر بلاک دربھنگہ

❁ جناب مولانا اخلاق صاحب قاضی شریعت شکرپور بھرواره۔ جالے۔ بھرواره۔ شکرپور۔ سنگھواره۔

❁ جناب مولانا یونس صاحب قاضی شریعت بانکا حلقہ اٹھگاواں، ضلع بانکا

❁ جناب مولانا عبدالتواب صاحب قاضی شریعت بیرنگر بسہریا۔ بلاک بھرگاواں ضلع ارریہ

❁ جناب مولانا عبدالحق رحمانی مبلغ امارت شرعیہ: نالہ سوپاڑا، میرا روڈ ممبئی، کوشیشورا ستھان وگورابورام دربھنگہ

❁ جناب مولانا محمد منہاج عالم ندوی صاحب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ: بھیونڈی، ممبئی

❁ جناب مولانا جمیل اختر صاحب مبلغ امارت شرعیہ: وارث نگر، کلیان پور، جیتوار پور، سرائے رنجن ضلع سمستی پور

❁ جناب مولانا پرویز صاحب مبلغ امارت شرعیہ: منگل ہاٹ، آصف نگر، گلشن باغ حیدر آباد

❁ مولانا اعجاز مفتاحی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: مدھے پور، اندھرا ٹھاری، کلواہی، کھجولی، ہرلاکھی بلاک مدھوبنی

❁ جناب مولانا ہدایت اللہ صاحب مبلغ امارت شرعیہ: جئے نگر، پنڈول، جھنجھار پور، رہیکا، راج نگر، لدنیا ضلع مدھوبنی

❁ جناب مولانا غیاث الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ: کھٹونا، بابوبرھی، باسوپٹی، مادھوپور، ضلع مدھوبنی

❁ جناب مولوی محمد عمر صاحب مبلغ امارت شرعیہ: فاربس گنج، نرپت گنج ضلع ارریہ وچھاتا پور سوپول

❁ جناب مولانا رفیع احمد صاحب مبلغ امارت شرعیہ: کیوبجھر، کرنجیا، بڑبل، انگول، پارادیپ، جگت سنگھ پور وغیرہ

❁ جناب مولانا علی حسین ثاقبی مبلغ امارت شرعیہ:
پنڈوا، ٹیٹا گڑھ، نارکل ڈانگہ، کلنسگا، خضر پور، جگدل، ہوڑہ، تالتلہ، نورتھ رنج، تلجلا مضافات وشہر کولکاتا

❁ جناب مولانا محمد عثمان صاحب مبلغ امارت شرعیہ: شکرہ وکڑھنی بلاک ضلع مظفر پور

❁ مولانا مفتی مجاہد اللہ مبلغ امارت شرعیہ: مہگاواں، گرگاواں، نرینی، نیانگر، دگھی ضلع گڈا

❁ مولانا ارشاد صاحب مبلغ امارت شرعیہ: لکھمنیاں، چھوراہی، خداوند پور ضلع بیگوسرائے۔

❁ مولانا نقی امام مظاہری صاحب مبلغ امارت شرعیہ؛ بہٹ، شہر سہارن پور ومضافات

❁ مولانا احمد حسین قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک کے نگر، دھمداہا، بھوانی پور، بنمنکھی ضلع پورنیہ

❁ مولانا حشر الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ: گوناہا، مجھولیا، چنپٹیا، نرکٹیا گنج، لوریا، جوگاپٹی، ضلع مغربی چمپارن

❁ مولانا امداد اللہ ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک منصور چک، تیگھڑا، بیرپور، ڈنداری، ضلع بیگوسرائے

❁ مولانا ثاقب صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک کرت پور، علی نگر، ہنومان نگر ضلع دربھنگہ

❁ مولانا اخلاق صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک پرتاب گنج، سرائے گڑھ وکشن پور ضلع سوپول

❁ مولانا سرفراز صاحب مبلغ امارت شرعیہ: تالجھاڑی، رانی ڈیہہ، گھنٹی وشہر گڈا

❁ مولانا صبغۃ اللہ صاحب مبلغ امارت شرعیہ:
بلاک سوگولی، ہرسیدھی، پہاڑ پور، ارے راج، سنگرام پور وغیرہ ضلع مشرقی چمپارن

مولانا نسیم دیوان قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: کاٹھمنڈو، لہان، انرواباز ار، اداپور پکڑی دیال، وغیرہ نیپال

❁ مولانا ظہور عالم صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک اسلام پور، راجگیر، استھاواں، تلسا، ہرنوت، نورسرائے ضلع نالندہ

❁ مولانا نصیب الرحمٰن صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک گائے گھاٹ، سرائے، موتی پور، مرون ضلع مظفر پور

❁ مولانا نعمان صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک میناپور، بوچہا، پارو، صاحب گنج، مرول ضلع مظفر پور

❁ مولانا منظر صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک سکٹی، پلاسی وکرسا کانٹا ضلع ارریہ

❁ مولانا مہر الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک جوکی وعلاقہ محل گاؤں ضلع ارریہ

❁ جناب مولانا اظہر قاسمی صاحب کارکن دارالقضاء جمشید پور: بلیاپور، کتراس، گوموہ، گوند پور، وغیرہ دھنباد، حلقہ سنگھ بھوم، چکولیہ، مئوبھنڈار، ہلدی پوکھر وغیرہ۔

حضرات مبلغین وکارکنان امارت شرعیہ کے مالیاتی دورے کا پروگرام

- مولانا ابوشاہد قاسمی صاحب دارالقضاء سوپول بیرول، دربھنگہ۔ گورابورام، بیرول سب ڈویژن ضلع دربھنگہ
- جناب مولانا راشد العزیزی صاحب دارالقضاء امارت شرعیہ: نہسہ، شیدانگر کھگول، البا کالونی، فیڈرل کالونی، ملت کالونی سکٹرا، ایف سی آئی روڈ، شہباز پورہ، مہتوانہ وغیرہ
- مولانا محمد محفوظ اختر نعمانی صاحب دارالقضاء امارت شرعیہ بچھواڑہ، منصور چک بلاک، ضلع بیگوسرائے
- مولانا فضل الرحمٰن ندوی مبلغ امارت شرعیہ: بلاک چکیا، مہسی، کلیان پور، پھنہرہ، بنکٹوا، بنجریا وپپرا کوٹھی ضلع مشرقی چمپارن
- مولانا محمد نوشاد عالم قاسمی (جدید) مبلغ امارت شرعیہ: کاندیولی، نالاسوپارہ، دہیسر، بھاینڈر، وسئی، ویرار ضلع تھانے مہاراشٹر
- حافظ نظر المنان لطیفی مبلغ امارت شرعیہ:: بلاک سترکٹیا ومضافات، کہرا بلاک ضلع سہرسہ
- مولانا عبدالماجد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک عالم نگر، چوسا، بہاری گنج واوداکشن گنج ضلع مدھے پورہ
- مولانا محمد ابوسعود قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: ضلع دمکا ودیوگھر صوبہ جھارکھنڈ
- مولانا خالد انور قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: ضلع ارول واطراف، کاکو، بے بی پور، سلیم پور، لانجو، مخدوم پور ضلع جہان آباد
- مولانا محمد نعیم الدین قاسمی مبلغ امارت شرعیہ: نرسا، چرکنڈہ، کمارڈوبی، باگھا کنڈی، جنگل پور، سرکارڈیہہ، آسن بنی، بھتیا دھنبا دواطراف شہر گریڈیہہ
- جناب مولانا عبدالتواب قاسمی قاضی شریعت بیرنگر بسہریا اررریہ۔ حلقہ بیرنگر بسہریا، اررریہ
- مولانا محمد عبدالمتین ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: ضلع بانکا واطراف
- مولانا مفتی عبدالقادر صاحب مبلغ امارت شرعیہ: الیاس نگر واطراف شہر بنگلور
- مولانا محمد عبیداللہ قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک نارائن پور، کھریک، رنگرا، گوراڈیہہ، اسماعیل پور، نوگچھیا ضلع بھاگل پور۔
- مولانا سالم صاحب مبلغ امارت شرعیہ: سہسرام، ناصری گنج، اکبر پور، ڈہری اون سون واطراف ضلع رہتاس
- مولانا انعام الحق صاحب مبلغ امارت شرعیہ: دوئی، لکڑمارا، قمرگاواں، بسکی قطعہ، جہاز قطعہ ضلع گڈا
- مولانا شفیع اللہ رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک بسفی، بینی پٹی، باسوپٹی وغیرہ ضلع مدھوبنی
- مولانا محمد اسعد اللہ سعید مبلغ امارت شرعیہ: بلاک پتھر گھٹ سہرسہ بستی ضلع سہرسہ
- جناب مولانا عبدالواحد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: موہنیا، کوچس، دینارہ، بھبھوا، بکسر وغیرہ
- جناب حافظ محمد توحید رحمانی مبلغ امارت شرعیہ: سونبرسا راج وبنما اٹھری بلاک ضلع سہرسہ
- جناب مولانا عبدالقیوم مظاہری مبلغ امارت شرعیہ: برہی، چوپارن، پدما، شہر ہزاری باغ کے مضافات
- جناب مولانا عبدالقدوس مظاہری صاحب سبل پور، خسروپور، فتوحا، پنڈارک، ضلع پٹنہ

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اصلاحی مکتوبات

عارف عزیز (بھوپال)

اسلام اور اُس کی تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی دینِ متین یا اُمتِ مسلمہ آزمائش وابتلا سے دوچار ہوئے تو علماء حق نے جان کی بازی لگا کر اِس کا مقابلہ کیا اور حق وصداقت کے پرچم کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ حالانکہ اُنہیں شدید آزمائش سے گزر کر قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں، لیکن طبقہ علماء نے کسی صورت میں شعائرِ اسلام پر آنچ نہیں آنے دی، فتنۂ خلقِ قرآن ہو یا تاتاریوں کا سیل بے پناہ امامِ ربانی احمد بن حنبل اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ جیسے مجتہد العصر اِس کے خلاف سینۂ سپر ہو کر اُمت کو سُرخرو کر گئے۔ اِسی طرح ہندوستان میں عہدِ اکبری، 'دین الٰہی' کے فتنہ کا شکار ہوا تو اللہ تعالیٰ نے امام ربّانی شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو پیدا فرمایا اور انہوں نے جاہل بادشاہ کی گمراہی کے خلاف زبانی وقلمی جہاد برپا کیا۔ اِسی لئے حضرت شیخ سرہندیؒ کا مقام ومرتبہ مسلمانانِ ہند کی مذہبی وثقافتی تاریخ میں نہایت اہمیت کا حامل ہے، خاص طور پر سولہویں صدی عیسوی کے ہندوستان کی نہایت اہم ہستیوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے، حضرت کا شجرہ نسب خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کی عمر کا ابتدائی حصہ جلال الدین اکبر کے عہد سلطانی میں گزرا جو اسلامی اقتدار کے لحاظ سے نہایت ہی نازک عہد تھا، ہندوستانی مسلمانوں کی زبوں حالی اِس انتہا کو پہنچ گئی تھی کہ اُن کے ایمان اور اعمال سب ملحدانہ عقائد کے زیر اثر آ گئے تھے، علماء حق کے اثر ورسوخ کو ختم کرنے کے لئے ملا مبارک ناگوری اور اُن کے دونوں بیٹے ابوالفضل اور فیضی نے شہنشاہ اکبر کی ذہن سازی کر کے اُسے باور کرا دیا تھا کہ ہر ہزار سال میں ایک نئے دین کی دنیا کو ضرورت پیش آتی ہے لہٰذا اکبر نے 'دین الٰہی' کے نام سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھ دی جس کے تحت درباری علماء نے مذہبی فیصلوں کا اختیار بھی اکبر کو دے دیا اور دیگر ہندوستانی مذاہب ہندو، جینی، بودھ وغیرہ کے نمائندوں نے تو بادشاہ کو 'جگت گروُ' کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔

اکبر کے اِس دین الٰہی کو استحکام ملا تو اُس کے حواریوں نے پہلا کام یہ کیا کہ علماء حق کو نشانہ بنانا شروع کر دیا، اُس وقت مجاہد علماء کی دو قسمیں تھیں، اول وہ جو علانیہ اکبر کے عقائد کے خلاف آواز بلند کر رہے تھے، دوم وہ جو تلوار کے بجائے فکری انقلاب لانا چاہتے تھے، لہٰذا اکبر کے مذہبی افکار کی مخالفت کرنے والے بیشتر علماء کو ملک بدر یا تہہ تیغ کر دیا گیا، اس نازک صورتِ حال میں جب اکبر کی بد دینی کے خلاف کلمہ حق کہنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا، حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانیؒ نہ تو گوشہ نشیں ہوئے، نہ حالات سے چشم پوشی اختیار کی بلکہ ایک ایسے جہاد کا آغاز کیا جو بغیر قتل وغارتگری کے روحانی ومذہبی انقلاب کا پیش خیمہ بنا۔ انہوں نے تنِ تنہا جتنی ہمہ گیر جدوجہد کی، اُس کا عکس اُن مکاتیب میں ملتا ہے جو حضرت نے مقربانِ سلطانی کو وقتاً فوقتاً سپردِ قلم فرمائے، اِن مکاتیب میں صرف بادشاہ تک کلمہ حق پہنچانے اور اُس کو راہِ راست پر لانے کی طرف ترغیب نہیں دلائی گئی بلکہ نہایت دلنشیں پیرایہ میں اُن مسائل کی وضاحت بھی کی گئی جو معاشرہ کے بگاڑ، بالخصوص کفر والحاد پھیلنے کا باعث بن رہے تھے اور تعلیماتِ اسلام کی تائید وتوضیح اِس خوبی سے کی گئی کہ ہر صاحبِ فہم وفراست اِس کی طرف مائل ہو گیا۔

حضرت نے اپنے مکتوبات کے ذریعہ امراء اور اعیانِ سلطنت کو دشمنانِ اسلام کے طور وطریقوں سے آگاہ کیا، روز افزوں فکری انحراف اور دینی اضمحلال کے نتائج پر روشنی ڈالی، نیز جہاں موقع ملا، وہاں براہِ راست گفتگو اور خطاب کے وسیلہ کو بھی اپنایا۔ اِس سے دو فائدے ہوئے، ایک تو مذکورہ مکتوبات کے ذریعہ امراء تک آپ کے اصلاحی نظریات کی رسائی ہوئی، دوسرے اقتدار پر فائز لوگوں سے براہِ راست تصادم کی نوبت نہیں آئی، حضرت کو یہ بھی اندازہ تھا کہ اقتدار پر قابض افراد یا گروہوں کی جگہ لینے والے دوسرے اہل لوگوں کا معاشرہ میں فقدان ہے، لہٰذا جو موجود ہیں اُن کی اصلاح کو ترجیح دینا چاہئے۔ اِس طرزِ تخاطب کا اثر اُن لوگوں نے قبول کیا جن کے دل میں زرۂ خیر موجود تھا، وہ داعی کے اخلاص اور بے لوثی سے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے جو اثرات آج تک ہندوستان میں نظر آتے ہیں، اُن میں اہم کردار اُن مکتوبات کا ہے، جن کے ذریعہ حضرت نے دلوں میں ایمانی حرارت پیدا کر دی اور عیش وعشرت سے باثر طبقہ کو بیدار کیا، یہ مکتوب اُس وقت کی رائج سرکاری زبان فارسی میں ہیں، جن سے معاشرہ میں عام طور پر اور مسلمانوں میں خاص طور پر نشاۃِ ثانیہ کا عمل شروع ہوا، مذکورہ مکتوبات کا اُردو میں ترجمہ ہو چکا ہے، جن میں ہر سماجی بگاڑ اور زندگی کے ہر پہلو پر بے لاگ گفتگو ملتی ہے، حضرت نے دعوت کا جو دلنشیں طریقہ اپنایا ہے، وہ براہِ راست دلوں پر دستک دیتا ہے، اِن میں سے بعض خطوط میں اصلاح کے لئے طنز کا پیرایہ بھی اختیار کیا گیا ہے، ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں:

'ایک عزیز نے شیطان کو دیکھا کہ وہ مطمئن بیٹھا ہے، اُس نے حیرت سے شیطان سے سوال کیا کہ تمہارے اطمینان کی وجہ کیا ہے؟ شیطان کا جواب تھا، اِس وقت علماء سوء میری مدد کر رہے ہیں اور اُنہوں نے مجھے اپنے اصل کام انسانوں کو گمراہ کرنے کے عمل سے بے فکر کر دیا ہے۔

مکتوبِ مجدّ دی میں ہمت وحوصلہ سے بدترین حالات کا مقابلہ کرنے کی جہاں تلقین ملتی ہے، وہیں خُود اعتمادی اور ناگفتہ بہ صورتِ حال کو بدلنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے، خانِ اعظم کے نام ایک خط میں وہ لکھتے ہیں:

''آج وہ زمانہ ہے کہ تھوڑا سا عمل بہت بڑے ثواب کا باعث ہو سکتا ہے، اصحابِ کہف ہجرت کے علاوہ کوئی اور عمل ظاہر نہیں کر سکے۔ لیکن اُن کو اللہ تعالیٰ نے بلند ترین مدارج عطا فرمائے۔ دشمن کے غلبہ کے بعد اگر فوجی تھوڑی بھی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اُن کا درجہ بہت بلند ہو جاتا ہے۔'

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا طریقۂ دعوت واصلاح نہایت منفرد تھا، جس کے دوررَس اثرات برصغیر کی سیاسی صورتِ حال پر مرتب ہوئے اور عامۃ المسلمین نے بھی اِس کا گہرا اثر قبول کیا۔ بالخصوص جمہور علماء اور صوفیاء کی فکر ونظر میں اصلاح ہوئی۔ عہد اکبری کی بد دینی کے خلاف ایک ایسا ردّ عمل شروع ہوا جس نے بتدریج طاقتور تحریک بن کر عہدِ جہانگیری اور عہدِ شاہجہانی پر گہرے اثرات مرتب کئے اور اُس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اورنگ زیب عالم گیرؒ جیسے مصلح ومتقی حاکم کو پیدا کیا، جنہوں نے بادشاہی میں درویشی اختیار کی اور ذاتی زندگی میں سادگی کو شعار بنایا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا زبردست کارنامہ خواص کے ذریعہ اکبری الحاد وبد دینی کے خلاف رائے عامہ تیار کرنا تھا، کیونکہ اسلام سے انحراف کی جس روش نے اکبر کے دینِ الٰہی کی شکل اختیار کی، وہ اگرچہ اُس کے انتقال پر ختم ہو گئی، لیکن عوامی سطح پر اِس کے دو مظاہرے باقی تھے۔ حضرت نے اِن دونوں امور پر توجہ دی، انہوں نے کفر کی سیاسی شوریدہ سری کا پردہ چاک کیا، اپنے مختلف مکتوبات میں اسلام کی زبوں اور اغیار کی دست درازی پر روشنی ڈالی، بادشاہ کے دربار میں رواج پانے والی بدعات کو ہدف بنایا، جہانگیر کے بلانے پر دربار میں حاضر ہوئے، لیکن خیر خواہوں کے کہنے کے باوجود بادشاہ کو سجدہ نہ کیا، جس کے نتیجہ میں حضرت کا قید ہو جانا اور بعد میں رہا ہونا سیاسی لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل اور عظمت اسلام کا باعث بنا بلکہ یہ کہا جائے تو عین حقیقت ہو گی کہ اکبری الحاد کو اُس وقت جو سیاسی پشت پناہی حاصل تھی اُس پر پہلی ضرب کاری لگی، آپ کا عوام میں بیداری کی لہر پیدا کرنے کے لئے ایک اہم اقدام ملک کے مختلف حصوں میں تبلیغی وفود کی روانگی بھی تھا، جس کے ذریعہ اسلام کی صحیح تعلیمات لوگوں تک پہنچیں، اتباع سنت کی اہمیت سے عام لوگ آگاہ ہوئے، نیز شرک و بدعات کے خلاف عام جذبہ پیدا ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اصلاحی وتبلیغی مکتوبات جو آپ نے اپنے عہد کے مامور علماء، مشائخ، امراء اور حکام کو لکھے وہ تین جلدوں پر مشتمل ہیں، اِن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بادشاہِ وقت تک اپنی رُشد وہدایت پہنچانے کے لئے اِن خطوط کا استعمال کیا، وہ مکتوب جو درباری امراء، افسران، اور فوج کے ذمہ داروں کے نام تحریر کئے گئے اُن میں اصلاح نفس، پابندیٔ شریعت، صحیح عقائد، روحانی مقاصد وغیرہ کے تعلق سے گرانقدر ارشادات وتعلیمات ملتی ہیں، اس طرح حضرت نے دربارِ جہانگیری کے جتنے بھی ممتاز عہدیدار سنّی المذہب حکام تھے سب کو اپنا حلقہ بگوش بنا لیا، اِس میں قابلِ ذکر نام خانِ خاناں، خانِ جہاں، خان اعظم، خواجہ جہاں، قلیج خاں اور نواب سید فرید کے علاوہ تقریباً دو سو حضرات کے نام آپ کے ۵۲۶ مکتوب ہیں جو تقریباً بارہ سو صفحات پر محیط ہیں، یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دولتِ اکبری وجہانگیری کے سنی العقیدہ ارکان حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تحریک اصلاح کے اعضادوارا کین بن گئے تھے، یہ ایک مستحکم نظام تھا اور اِس کا سرچشمہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی ذات والا صفات تھی۔

سولہویں صدی کا وہ عہد جس میں حضرت پیدا ہوئے ایک لحاظ سے بادشاہوں کا زمانہ تھا، اُس وقت حضرت امام ربّانی کسی جمہوری سیاسی تحریک کے ذریعہ اصلاح وتبلیغ کا کام انجام نہیں دے سکتے تھے، لہٰذا انہوں نے اپنے زمانے کے موجودہ اداروں کے ذریعہ بیعت وارشاد، تعلیم وتربیت اور اصلاح وتجدید کا منفرد کارنامہ انجام دیا، اگر یہ دعویٰ کیا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا کہ برصغیر کو ایک غیر مسلم ملک بن جانے سے منشائے الٰہی کے مطابق آپ نے حفاظت فرمائی، حضرت کے بارے میں علامہ اقبال نے کیا ہی سچ کہا ہے ؎

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

عورتوں پر اسلام کے احسانات

نسرین الماس بنت قادر باشا

جس وقت اسلام کا ظہور ہوا اور اللہ کے آخری رسول اس دنیا میں تشریف لائے، اس وقت عورتوں کا برا حال تھا سماج میں ان کے لیے عزت کی کوئی جگہ نہیں تھی، عورتیں صرف ہوس اور شہوت کی تکمیل کا ذریعہ سمجھی جاتی تھیں، اور انسانوں کو بحیثیت انسان جو حقوق دیئے جاتے تھے عورتیں ان سب سے محروم تھیں، انہیں ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، سماج میں مہذب کہلانے والے لوگ لڑکیوں کے وجود کو منحوس تصور کرتے تھے اللہ کی ان بندیوں کو جینے کا حق نہیں تھا لڑکیاں زندہ دفن کردی جاتیں تھیں اور کوئی اس ظالم باپ کا ہاتھ پکڑنے والا نہ تھا اور نہ ہی اس قبیح عمل کو برا سمجھا جاتا تھا زمانہ جاہلیت کی ناپسندیدہ اور مبغوض حالت کو قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا ہے: ''جب ان میں کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہتا ہے، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے، سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لئے رہے یا مٹی میں گاڑ دے، خوب سن لو اوران کی یہ تجویز بہت بری ہے''۔ (سورۃ النحل: 58-59)

اسلام نے اس بدترین ظلم اور لڑکے لڑکیوں کی تفریق کو مٹایا اور لڑکیوں کو قدرت کا عظیم عطیہ بتایا: **يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا وَ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرُ** (القرآن) اس آیت کریمہ میں اللہ نے لڑکے اور لڑکیوں کو اپنی جانب سے عطیہ قرار دیا، بلکہ لڑکیوں کا ذکر لڑکوں سے قبل کیا، طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ کمزور ہے کمزور سے پیدا کی گئی ہے اس کی کفالت کرنے والے کی معاونت کی جائے گی ایک مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس تین لڑکیاں ہوں اور ان کو ادب سکھائے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور وقت پر اس کی شادی کردے تو اس کے لیے جنت کا فیصلہ ہے، ایک صحابی نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کے پاس دو لڑکیاں ہوں تو کیا حکم ہے، فرمایا اس کے لیے بھی جنت ہے۔ پھر وہ لڑکی جب کسی کی بیوی بن جاتی ہے تو شوہر پر بیوی کی عزت و احترام اور نگہداشت کو ضروری قرار دیا گیا اور اچھی بیوی کو شوہر کے لیے دنیا کا بہترین متاع قرار دیا فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی ہر چیز سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان اچھی بیوی ہے اور مردوں کو حکم دیا کہ اس متاع عزیز کی عزت کرو۔ عورتوں کی عزت وہی شخص کرتا ہے جو شریف ہو اور اس کی بے عزتی وہی کرتا ہے جو کمینہ ہو اور ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک تم میں وہ شخص بہتر ہے جو اپنی بیوی اور بچوں کے نزدیک بہتر ہے۔ اچھا وہی ہے جو بیویوں کے لیے اچھا ہو یہاں شوہر کو پابند کیا گیا کہ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کریں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں بھی نماز کے اہتمام اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا اور خود بھی اپنی بیویوں کے پسندیدہ اور مقبول شوہر کی حیثیت سے زندگی بسر کی، خواتین کے حقوق کے تحت چند باتیں تحریر کی جاتی ہے (۱) عورت کوئی بیچی خریدی جانے والی جنس نہیں ہے بلکہ ایمان والے مرد کے لیے ایمان والی عورت آدھا ایمان ہے۔ (۲) بیٹی جس دن پیدا ہوئی اسی دن اس کے ماں باپ کی وراثت میں اس کا حصہ مقرر کردیا گیا۔ (۳) عورت سے نکاح اس کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں کرسکتا، نکاح کے بندھن میں آتے ہی سسرالی خاندان میں شوہر سے مہر کی شکل میں ایک رقم دلا کر شریعت عورت کو صاحب مال بنانے کی شروعات کرتی ہے پھر اس کے شوہر کے ترکہ میں بھی حصہ دینا لازم ہوتا ہے (۴) اپنے پیٹ سے پیدا ہونے والی اولاد کے ترکہ میں بھی عورت کا حصہ اولاد کے پیدا ہوتے ہی مقرر ہو جاتا ہے (۵) مذہب اسلام میں عورت کو ہر طرف سے حقوق دلا کر صاحب مال بنا دیا اسی وجہ سے اپنے مال پر عورت کو خود ہی زکوٰۃ ادا کرنے کا پابند بھی شریعت نے کیا ہے مسلسل سالہا سال زکوٰۃ دینے پر اس کا اصل مال کم نہ ہو جائے اس کے لیے وہ اپنے شوہر بیٹے بھائی یا کسی رشتہ دار کے کاروبار میں پونجی لگا کر نفع نقصان میں حصہ دار بن سکتی ہے، صحابہ کرامؓ کے زمانے میں تجارت کا دارومدار زیادہ تر قافلوں پر تھا اور مسلم خواتین اپنے مال بیچنے کے لیے ان قافلوں پر تھا اور مسلم خواتین اپنے مال بیچنے کے لیے ان قابلوں کے ساتھ روانہ کردیتیں اور قافلوں کی واپسی پر دور دراز کے علاقوں سے کفایت سے ملنے والے اسباب کو منگوا کر فروخت بھی کرواتیں گو کہ یہ سارا کام قافلہ میں شامل زیادہ تر مرد ہی انجام دیتے رہے اس پر انہیں بھی حق محنت کے طور پر مناسبت معاوضہ مل جاتا، اس دور میں بھی نفع نقصان برداشت کرنے کی ذمہ داری کے اصول پر مسلم خاتون کاروبار میں پونجی کے سبب حصہ دار بن سکتی ہے مالیاتی نظام میں عورت کو ایسا بھرپور حصہ اسلامی شریعت کے علاوہ اور کوئی نہ دے سکا ہے اور نہ دلا سکتا ہے (۶) عورت کو اسلام نے حیا کا پردہ اور غیرت کا غازہ بخشا ہے، بازاروں میں کھلے سر اور سینہ تان کر پھرنے والی عورت، عورت نہیں ہے، بلکہ اس کی اصل نسوانیت حیا کی بنیاد پر قائم ہے، اسلام نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے عورت کو معاشی حقوق فراہم کئے ان حقوق میں بہت سی چیزیں شامل ہیں، مثال کے طور پر ایک عاقل و بالغ مسلمان عورت جائداد کی خرید و فروخت کرسکتی ہے، اپنے پاس رکھ سکتی ہے، ضرورت کے وقت بیچ سکتی ہے، وہ بغیر کسی پابندی کے اپنی مرضی سے وہ تمام فیصلہ کرسکتی ہے جو ایک مرد کرسکتا ہے، اسی طرح اسلام نے ضرورت کے وقت عورت کے کام کرنے اور روزی کمانے کی بھی اجازت دی ہے۔

الغرض یہ کہ اسلام نے تمام جائز کاموں کے کرنے کی عورت کو بھی اتنی ہی آزادی دی ہے 'جتنی کہ مرد کو' خواہ وہ طب کا شعبہ ہو یا تعلیم کا یا کوئی اور شعبہ دوسری طرف اسلام تمام تر معاشی ذمہ داریاں مرد کو سونپا ہے۔

اسلام میں عورت کے تعلیمی حقوق: اسلام نے آج سے ساڑھے چودہ سو برس پہلے عورت کے حقوق کی بات اس وقت جب عورت کو کسی بھی قسم کے حقوق حاصل نہیں تھے، ان کی ذاتی حیثیت املاک سے بڑھ کر نہیں تھی، اسلام نے اس وقت خواتین کی تعلیم پر زور دیا، جس وقت تمام مذہب کے موجود ہوتے ہوئے بھی دنیا میں تعلیم نسواں کا کوئی وجود نہیں تھا، سیرت طیبہ اور صحابہ کے دور میں ہمیں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں، جن میں عورتوں کی تعلیم کے لیے باقاعدہ جگہ اور اوقات مقرر تھے، جہاں ان کو باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی۔

اسلام میں عورت کے سیاسی حقوق: اسلام نے عورتوں کو آزادی اظہار رائے کا بھی حق دیا ہے اور اس سلسلے میں قانون سازی کے دوران عورتوں کی رائے کو اہمیت بھی دی گئی ہے، چنانچہ مشہور روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ حق مہر کے مسئلے پر گفتگو فرما رہے تھے، اور حضرت عمرؓ کی خواہش تھی کہ مہر کی کوئی مقدار مقرر کردی جائے کیونکہ نوجوانوں کے لیے نکاح کرنا مشکل ہوتا جارہا تھا، اسی اثناء میں پیچھے سے ایک بوڑھی عورت اٹھی اور اس نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔ اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانے کا ارادہ کرو تو خواہ تم نے اسے ڈھیر سارا مال ہی کیوں نہ دیا ہو، اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔ اس کے بعد اس عورت نے کہا کہ جب قرآن یہ اجازت دیتا ہے کہ عورت کو حق مہر میں مال کا ڈھیر بھی دیا جاسکتا ہے تو عمر فاروقؓ نے فوراً اپنی رائے سے رجوع کرلیا اور فرمایا کہ عمر غلط تھا اور یہ عورت درست کہہ رہی ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام میں ایک عام عورت کو بھی یہ حق حاصل تھا کہ وہ خلیفۂ وقت کے ساتھ اختلاف کی جرأت کرسکے اور اس پر اعتراض کرسکے۔

عورتوں کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں تم اس وصیت کو قبول کرلو عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے پسلی میں سب سے ٹیڑھا اس کا اوپر کا حصہ ہے، اگر سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ دوگے اور چھوڑ دوگے تو ٹیڑھی ہی رہے گی لہٰذا ان کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت قبول کرو۔

الغرض اسلام ہی ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے جس نے مرد اور عورت کے وجود کو مکمل تسلیم کرتے ہوئے اس کو تمام حقوق دیئے ہیں اسلام نے خواتین کو وہ درجہ دیا جو نہ کوئی مذہب اور نہ معاشرہ دے سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم مسلمان عورتوں کو یہ مقام و مرتبہ پہچاننے کی اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

داماد کا انتخاب، معیار کیا ہو؟

محمد ابوسعید خان

مدینہ منورہ کے بہت بڑے عالم اور متقی سعید بن مسیّب جو اپنے گھر پر درس دیا کرتے تھے، کئی دن سے اپنے شاگرد ابووداعہ کی غیر حاضری سے خاصے فکرمند نظر آرہے تھے، اور اپنے شاگردوں سے پوچھا کرتے تھے کہ ابووداعہ کیوں نہیں آرہے ہیں خدانا کردہ بیمار تو نہیں ہیں، ابووداعہ بہت غریب طالب علم تھے مگر دین سیکھنے کا جذبہ دل میں رکھتے تھے اور بڑی پابندی سے درس میں شریک ہوتے تھے، جب ان کا کچھ پتہ نہ چلا تو حضرت سعید نے ایک طالب علم سے بلوا بھیجا، جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت کیا: ابووداعہ اتنے دنوں سے تم کہاں غائب تھے؟ ابووداعہ نے کہا: حضرت میری بیوی کا انتقال ہوگیا تھا، اس وجہ سے گھر کے کام کاج اور بچوں کے دیکھ بھال میں رہ گیا۔

حضرت سعید نے کہا: اچھا تمہاری بیوی کا انتقال ہوگیا ہے: تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟ کم سے کم میں تجہیز و تکفین میں تو شریک ہوجاتا، ابووداعہ نے کہا: حضرت! میں نے سوچا آپ کو کیا زحمت دوں، سارے امور ٹھیک ٹھاک انجام پا گئے، تھوڑی دیر میں جب تمام طلبہ رخصت ہوگئے اور ابووداعہ نے بھی اجازت چاہی تو حضرت سعید نے انہیں اپنے پاس بلایا اور کچھ رقم دی اور ہدایت کی کہ اس سے اپنا قرض ادا کرو پھر پوچھا: کیا تم نے دوسری شادی کی بھی فکر کی یا نہیں؟ ابووداعہ بولے میں نے بڑی کوشش کی مگر کسی نے مجھے قبول نہیں کیا، میرے پاس نہ جائیداد ہے، نہ مال و دولت، میں ایک نادار اور فاقہ کش آدمی ہوں، خدا کی محبت اور خوف کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت سعید نے فرمایا: اللہ اکبر! لوگ تمہیں اس بنا پر قبول نہیں کرتے کہ تم نادار اور مفلس ہو؟ خدا کی قسم تم معمولی قسم کے آدمی نہیں ہو، تمہارے پاس تقویٰ کی دولت ہے اور دین کا علم سیکھنے کا جذبہ ہے، یہ کہہ کر اور سرد آہ کھینچ کر خاموش ہوگئے، تھوڑی دیر بعد ابووداعہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے: بیٹے! تم تیار رہو، میں تم کو اپنی فرزندگی میں لیتا ہوں، ابووداعہ یہ فقرہ سن کر حیران رہ گئے اور کہا: بخدا اس سے زیادہ خوش قسمتی کی بات کیا ہوگی؟ حضرت سعید نے اسی وقت چند لوگوں کو بلایا اور ان کی موجودگی میں چند درہم پر اپنی صاحبزادی کا نکاح اپنے غریب شاگرد سے پڑھا دیا۔

اب سنیے حضرت سعید ابن مسیّب کی یہ بیٹی وہ تھی جس کے لیے خلیفہ وقت عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید کے لیے پیغام بھیجا تھا لیکن حضرت سعید نے اس رشتے کو قبول نہیں کیا؟ ادھر ابووداعہ خوشی خوشی گھر پہنچے مگر فکر یہ دامن گیر تھی کہ رخصتی کا سامان کیسے فراہم کریں! ابھی اسی ادھیڑ بن میں تھے کہ دروازہ پر دستک ہوئی، انہوں نے پوچھا: کون؟ جواب ملا: میں سعید، ابووداعہ نے آواز پہچان لی، ارے یہ تو ہمارے استاذ مشفق ہیں، حضرت سعید بن مسیّب تو اپنے گھر اور مسجد کے سوا کہیں نہیں جاتے، یہاں کیسے؟ حیرت و مسرت میں دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیّب کھڑے ہیں۔ حضرت سعید: السلام علیکم، ابووداعہ: وعلیکم السلام، ابووداعہ کہتے ہیں: حضرت! آپ نے کیوں زحمت فرمائی، خادم کو بلوا لیتے، حضرت سعید فرماتے ہیں: نہیں بیٹے! کوئی حرج نہیں، میں نے سوچا تمہاری منکوحہ موجود ہے، تم تنہا کیوں رات بسر کرو؟ تمہاری بیوی کو لے کر آیا ہوں، اتنا کہا اور صاحبزادی کو اشارہ کرکے دروازے میں داخل کرکے خود واپس لوٹ آئے۔

ذرا ذہن پر زور ڈالیے، خدارا کچھ سوچیے جس خاتون کا رشتہ خلیفہ وقت کے یہاں سے آرہا ہو، اس کو ایک مفلس و نادار شخص سے بیاہ دینا کوئی معمولی واقعہ ہوسکتا ہے؟ مدینہ کے باہر چھوٹے اور بڑے گھرانوں والوں نے دیکھا اور سنا اور عبرت حاصل کی سبق لیا اور اللہ ہی کو علم ہے کہ کتنوں نے اس کی تقلید کی ہوگی جس دین نے ایسا پاکیزہ اور مثالی معاشرہ جنم دیا، اسی دین کے پیروکار آج اپنی شادی بیاہ کی تقریبات میں مارواڑیوں کو شرمانے چلے ہیں، اسلام میں نکاح کو آسان بنایا گیا تھا مگر ہم نے اس کو اتنا مشکل اور کٹھن بنا دیا، اتنا خرچیلا کردیا کہ اب کوئی جلدی شادی کا نام لینے کو بھی تیار نہیں ہوتا، لڑکی کیا پیدا ہوئی کہ فکر دامن گیر ہوگئی، یا اللہ! اب کیا ہوگا؟ کیسے عزت بچے گی، کہاں سے اتنا سرمایہ آئے گا کہ اس کے ہاتھ پیلے کیے جاسکیں گے، پیٹ کاٹ کر فاقہ کرکے، رشوت لے کر، باپ دادا کی زمینیں اور جائیداد بیچ کر شادی کا انتظام کیا جائے گا۔

غرور و تکبر-ذلت و رسوائی کا ذریعہ

مفتی عمران اللہ قاسمی

موجودہ دور کی صنعتی زرعی اور سائنسی ترقی نے ضروریات پورا کرنے کے لیے نئے نئے اسباب وآلات ایجاد کردیئے، تیز رفتار مشینوں اور تھوڑے وقت میں زیادہ کام کردینے والے کارخانوں کی وجہ سے انسان کی بہت ساری مشکلات ختم ہوگئیں آسانیاں پیدا ہوگئیں، مال و دولت کی بہتات ہوگئی، اسی مال و دولت کی فراوانی اور بہتات نے انسان کی معاشرتی زندگی کو یکسر بدل ڈالا، جہاں باہمی اخوت رواداری اور رفاہِ عامہ کے متعدد طریقے وجود میں آئے، وہیں مال و دولت کی بہتات نے بہت سی اخلاقی برائیوں کو بھی جنم دیا، خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کی حرص، غریبوں کو حقیر اور کمتر سمجھنا، ان کے حقوق دبانا، غرور و گھمنڈ کرنا اور فخر و تکبر میں مبتلا ہونا وغیرہ ایسی متعدد بیماریاں ہیں جو مال دولت کی فراوانی کے سبب پیدا ہوتی ہیں اور آہستہ آہستہ معاشرے کے لئے ناسور بن جاتی ہیں، خصوصاً ان میں تکبر بہت سی برائیوں کا پیش خیمہ ہے۔

تکبر کیا ہے؟: تکبر کا مفہوم ہے بڑا بننا، خود کو ہر ایک سے اس قدر بڑا سمجھنا کہ نہ حق کی پرواہ رہے اور نہ لوگوں کی عزت واحترام کا خیال رہے ''**الکبر بطر الحق و غمط الناس**'' کبر حق سے منہ موڑ لینے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے، یہ ایسی اخلاقی برائی ہے جس کے معاشرتی طور پر نہایت مضر اثرات ہوتے ہیں، قدیم سے قدیم رفاقت عداوت میں تبدیل ہوجاتی ہے، صداقت وقربت ختم ہوجاتی ہے، احترام واکرام فنا ہوجاتا ہے، ذلت ورسوائی دامن گیر ہوجاتی ہے۔

تکبر ابلیس کی ایجاد ہے: یہ برائی ابلیس کی ایجاد کردہ ہے کیونکہ ابھی دنیا انسانی چہل پہل سے آشنا بھی نہ ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وجود بخشنے کے بعد تمام فرشتوں کو اور ابلیس کو یہ حکم دیا کہ وہ حضرت آدم کو سجدہ کریں، حکم ربی کی اطاعت کرتے ہوئے تمام فرشتے سجدہ ریز ہوگئے، مگر ابلیس نے انکار کردیا، اور تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے سجدہ سے رک گیا۔ قرآن کریم نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا: **وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِيْسَ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ** (البقرہ:34)'' اور ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ سجدہ کریں آدم کے لیے تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کردیا اور اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا اور نافرمانوں میں شامل ہوگیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے سجدہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی تو ندامت وشرمندگی کے بجائے اس نے فخریہ انداز میں اپنی بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے سجدہ نہ کرنے کی وجہ بیان کی: **قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ** (الاعراف:12) ''اس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔'' اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت نہ کرتے ہوئے ابلیس نے سجدہ نہیں کیا بلکہ خود کو بہتر اور بڑا سمجھ کر حضرت آدم کو کمتر سمجھتے ہوئے سجدہ سے رک گیا، اپنے بڑا ہونے کا اس نے آگ اور مٹی سے استدلال کیا کہ آگ کی خاصیت بلندی کی جانب چڑھنا ہے اور وہ بلند ہی رہتی ہے اور مجھے آگ سے پیدا کیا گیا اس لیے میں بہتر ہوں، اور مٹی ثقیل ہونے کی وجہ سے پستی کی جانب چلتی ہے اور آدم کا جسم مٹی سے پیدا کیا گیا مجھ سے بہتر کیسے ہوسکتے ہیں، لہٰذا میں انہیں سجدہ کیوں کروں؟ یہی کبر کا نقطہ آغاز تھا جس کا صدور ابلیس سے ہوا اور اس طرح ابتدائے آفرینش ہی میں ابلیس نے کبر کی بنیاد ڈال دی تھی۔

تکبر؛ فرعون و قارون کا شعار: بعد میں ابلیس کی ذریت اور اس کے چیلوں نے اس برائی کو اپنا کردار اور شعار بنایا اور وہ بڑائی اور گھمنڈ میں مبتلا ہوتے رہے کہ خود کو تو مخلوق خدا کے سامنے عزت والا گردانتے ہی تھے اس سے آگے بڑھ کر وہ اپنی اوقات کو بھول کر خدا کی قدرت کاملہ کے مقابلے میں زبان درازی کرنے لگے، اسی تکبر کا صدور فرعون سے اس وقت ہوا جب اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام حق کی دعوت دینے کے لیے اس کے پاس گئے۔ قرآن کریم نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے: **ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَائِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ** (المومنون 46/45) ''پھر ہم موسیٰ اور اس بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں اور کھلی سند کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا، مگر انہوں نے تکبر کیا اور وہ نہایت مغرور لوگوں میں سے ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ نے جس دولت وسلطنت سے فرعون کو نوازا تھا اس پر اعتماد کرکے وہ حقیقت کو بھول گیا اور کبر وغرور اس کے اندر پیدا ہوگیا، اسی طرح قارون کو اللہ تعالیٰ نے بے انتہا دولت سے نوازا تھا اس کا خزانہ اپنی کثرت کی وجہ سے آج تک لوگوں کے درمیان ضرب المثل بنا ہوا ہے اس نے بھی اپنے خزانہ پر اعتماد کیا اور خدا کو بھول کر کبر وغرور میں مبتلا ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے واقعہ کو بھی نقل کیا: ''**وَ آتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ ما إِنَّ مَفاتِحَهُ لَتَنُوأُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قالَ لَهُ قَوْمُهُ لاتَفْرَحْ إِنَّ اللّٰه لايُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝ وَ ابْتَغِ فِيما آتاكَ اللّٰه الدّارَ الآخِرَةَ وَ لاتَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيا وَ أَحْسِنْ كَما أَحْسَنَ اللّٰه إِلَيْكَ وَ لاتَبْغِ الْفَسادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللّٰه لايُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قالَ إِنَّما أُوتِيتُهُ عَلى عِلْمٍ عِنْدِيْ** (القصص:76 تا 78)'' اور ہم اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ تھک جاتے تھے ان کی کنجیاں اٹھانے والے طاقتور آدمی، جب کہا اس سے اس کی قوم نے اترا ؤمت اللہ تعالیٰ کو اترانے والے نہیں بھاتے، اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تجھ کو دیا ہے اس میں سے آخرت کا گھر لے اور دنیا میں سے اپنے حصہ کو نہ بھول اور بھلائی کو جیسے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کی، اور زمین میں فساد ڈالنا مت چاہو اللہ تعالیٰ فساد ڈالنے والوں کو پسند نہیں کرتا، تو اس نے کہا یہ مال مجھ کو ایک ہنر کی وجہ سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو مال و دولت قارون کو عطا کی تھی اور اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا تھا اس کو نظرانداز کرکے وہ بھی کبر میں مبتلا ہوگیا اور مال و دولت کے ذخیرے کو اپنی محنت اور ہنر کا نتیجہ سمجھ بیٹھا اس نے اللہ کے احسان کا انکار کردیا اور اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرنے سے انکار کردیا، قارون وفرعون کے واقعہ کے سوا اور بھی متعدد مثالیں ہیں جن میں ابلیس کی اتباع کرتے ہوئے کبر اپنانے اور غرور وگھمنڈ میں مبتلا ہونے کا ذکر ملتا ہے الغرض تکبر ایسا برا وصف اور اخلاقی عیب ہے جو شیطان کا ایجاد کردہ اور اس کی ذریت کا شعار ہے اور اپنے اندر متعدد برائیاں رکھتا ہے۔

تکبر راہ حق میں رکاوٹ: تکبر اور غرور کا سب سے اہم اور بڑا نقصان یہ ہے کہ یہ حق کو قبول کرنے میں رکاوٹ بنتا ہے، حق واضح ہوجانے اور سمجھ لینے کے بعد بھی متکبر شخص کی انا آڑے آجاتی ہے اور وہ حق سے دور ہوجاتا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ حق سے منحرف ہونے والوں کی زندگی کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو ان کے حق سے پھرنے اور دور ہونے میں دیگر اسباب کے ساتھ کبر وغرور کا بھی دخل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے گھمنڈ اور غرور کی وجہ سے ان کے قلوب پر مہر لگادیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: **كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ** (المومنون:35) ''اس طرح مہر کردیا اللہ نے ہر متکبر اور سرکش کے دل پر''۔ حق کے مقابلے میں اکڑ نا سن کر ان سنی کردینا اور اس کے مقابلہ میں اندھا بہرا بن جانا اور پھر بندگان خدا کو حقیر وذلیل سمجھنا ہی تکبر کی اصل ہے اور اسی وجہ سے یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ عمل بھی ہے۔

تکبر والے کی آخرت میں رسوائی: تکبر کی بری خصلت جس شخص کے اندر بھی ہوگی دنیا میں تو اس کے نقصانات ہوں گے ہی آخرت میں بھی اس کے اثرات رونما ہوں گے، رسوائی اور ذلت کا سامنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا غضب وغصہ بھی ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''قیامت کے دن تکبر میں مبتلا ہونے والے لوگ چیونٹیوں کی طرح آدمیوں کی شکل میں جمع کئے جائیں گے ذلت ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی ان کو جہنم کے قید خانہ کی طرف لے جایا جائے گا جس کا نام بولس ہوگا ان پر آگوں کی آگ بھڑکتی ہوئی اور ان کو دوزخیوں کے زخموں کا خون پیپ پلایا جائے گا، جس کا نام **طینة الخبال** ہے''۔ آخرت میں متکبرین کو ہونے والی سزا کا یہ ایک منظر ہے، باقی اس کے علاوہ اور کیا کیا سزا ہوگی اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، ایک اور دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبر کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: **لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ** (مشکاۃ:433/2) ''ایسا کوئی بھی انسان جنت میں داخل نہ ہوسکے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہو''۔ دوسری روایت میں تکبر کی مذمت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: **مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ دَرَجَةً يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً حَتّٰى يَجْعَلُهُ اللّٰهُ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ وَ مَنْ تَكَبَّرَ عَلَى اللّٰهِ دَرَجَةً يَضَعُهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً حَتّٰى يَجْعَلُهُ فِيْ اَسْفَلِ سَافِلِيْنَ** (الترغیب:351/3) ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ایک درجہ انکساری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اعلیٰ علیین میں پہنچا دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ پر ایک درجہ تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ گھٹاتا ہے حتی کہ اسے جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں پہنچا دیتا ہے۔ مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ انسان کبر سے بالکل دور رہے اور اس کا شائبہ بھی دل میں نہ آنے دے اور اپنی حیثیت کو ہمیشہ ملحوظ رکھے۔

کبر سے بچنا ضروری ہے: انسان ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے، ہر ہر سانس پر اس کو اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہونا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے احسانات بے شمار ہیں جن کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے سامنے تواضع اور عاجزی ظاہر کرے اور اس کے اور اس کے پیارے نبی کے ہر ہر حکم کو بخوشی مانے اور اس پر عمل کرے، لیکن اس کے برخلاف کرتا ہے اور تکبر اور غرور میں مبتلا ہوتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کردینے والا عمل ہے ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَ الْعَظَمَةُ اِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا فَقَذَفْتُهٗ فِي النَّارِ** (ابوداؤد:566/2) ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے جو شخص بھی ان دونوں میں سے کوئی ایک مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اس کو جہنم میں داخل کردوں گا۔ معلوم ہوا کہ ایسی برائی ہے جس کی وجہ سے انسان خسارے ہی میں مبتلا ہوتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس کو ترک کردیا جائے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوسکے۔

بقیہ: داماد کا انتخاب، معیار کیا ہو؟............................ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق و شیدا ہیں اور جھوم جھوم کر کہتے ہیں رسول کا دامن نہیں چھوڑیں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں کرسکتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ نکاح وہ اچھا ہے جس میں خرچ کم سے کم ہو اور ہم ایسا زوردار نکاح کریں گے جس میں خرچ زیادہ سے زیادہ ہو پھر بھلا کیسے ہمارا بھلا ہوگا۔ ابووداعہ کے واقعہ سے کیا یہ سبق نہیں ملتا کہ رشتہ اچھامل جائے تو ایں وآں اور لیت ولعل سے ہرگز کام نہیں لینا چاہیے اور چٹ منگنی اور پٹ بیاہ والا معاملہ کرنا چاہیے، لیکن کیا ہم میں کا کوئی فرد ایسا کرنے کو تیار ہوتا ہے، ہمارے معاشرے میں کتنے لوگ ایسے جو تقویٰ کو معیار بنا کر اپنے بیٹے یا بیٹی کا نکاح کرتے ہوں، بات تو سب دین وتقویٰ کی کرتے ہیں مگر پیروی خالص دنیاداروں کی، رئیسوں اور امیروں کی بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ کافروں اور مشرکوں کی کرتے ہیں، اسی لیے ہماری شادیاں اکثر ناکام ہوتی ہیں، ہمارے پڑوس کی ایک بستی کے ایک بڑے رئیس نے اپنی بیٹی کی شادی میں بے حساب سرمایہ صرف کیا اور بستی کے تمام لوگوں کو کھانا کھلایا، مگر اپنی بیٹی کو خوشی نہ دے سکے، داماد شادی کے بعد سالہا سال تک مطالبات پورے کراتا رہا، بالآخر بیوی کو طلاق دے دیا، معلوم ہوا کہ دولت سے خوشحالی تو آسکتی ہے مگر دل کی خوشی اور حقیقی مسرت نہیں خریدی جاسکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین واخلاق سے تم مطمئن اور خوش ہو تو اس سے شادی کردو، اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں زبردست فتنہ پھیل جائے گا'' (ترمذی) سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ کیا آج زمین فتنوں کی آماجگاہ نہیں بنی ہوئی ہے؟ کیا ہمیں اپنی شادی سادہ طریقے پر کرکے زمین کو فتنوں سے بچا نہیں لینا چاہیے؟ اور جب زمین فتنوں سے بچا نہیں لینا چاہیے؟ اور جب زمین فتنوں کی آماجگاہ بن جائے گی تو خلق اللہ پر آفت نہیں ٹوٹ پڑے گی اور کیا ہمیں اس کا سبب و ذریعہ نہیں ٹھہرائے جائیں گے۔ ہم شادی بیاہ کے موقع پر مارواڑیوں کی، بنیوں اور لالاؤں کی، ٹھاکروں اور پنڈتوں کی نقل کرسکتے ہیں، عیسائیوں اور یہودیوں سے ان کی رسمیں مستعار لے سکتے ہیں، مگر نہیں کرسکتے ہیں تو حضرت سعید بن مسیّب کی تقلید ......ذرا سوچئے تو سہی حضرت سعید کا معیار انتخاب کیا تھا اور ہم نے کیا معیار مقرر کر رکھا ہے اور ہمارا معاشرہ کس طرف جارہا ہے، اگر آج ہم نے اس کی فکر نہیں کی تو ہم سب اللہ تعالیٰ کے حضور پوچھے جائیں گے۔

یونیورسٹی کا رخ کرنے والے طلبۂ مدارس کے لئے

محمد علم اللہ، جامعہ ملیہ، دہلی

ہندوستان میں مدارس کے بہت سے فارغ التحصیل افراد یونیورسٹیوں میں اپنی تعلیم جاری رکھنے کی خواہش رکھتے ہیں، تاہم ان کے تعلیمی پس منظر اور یونیورسٹیوں کی ضروریات کے درمیان فرق کی وجہ سے داخلہ لینے کے عمل میں انہیں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اب چوں کہ رمضان کا مہینہ چند دنوں میں شروع ہو جائے گا اور ہمارے یہاں زیادہ تر مدارس میں تعلیمی سال کا اختتام ہو جائے گا۔ طلبہ آگے پڑھنا تو چاہتے ہیں لیکن انہیں اس بات کا علم ہی نہیں ہوتا کہ وہ ملک کی مرکزی یونیورسٹیوں میں داخلہ لینے کے لیے کیا کریں، کن موضوعات کا انتخاب کریں اور آنے والے سالوں میں کس طرح کے کورسوں کی مانگ ہوگی۔ سب سے پہلے یہ یقین پیدا کریں کہ دنیا میں کوئی بھی کام مشکل نہیں ہے، بس اپنے اندر اعتماد اور ذرا حوصلہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اس کے بعد رہ جاتی ہے انتھک محنت اور ہوش مندی۔ یہ بھی معلوم ہو کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ملک کی بیشتر یونیورسٹیز نے خود ہی ایسے پروگرام متعارف کرانے شروع کر دیے ہیں جن کا مقصد روایتی تعلیمی ماحول سے آنے والے طلبہ کے لیے داخلے کو آسان بنانا ہے۔ ریاستی یا مرکزی کالجوں یا یونیورسٹیوں میں درخواست دینے کے لیے مدرسے کے فارغ التحصیل طلبہ کو بارہویں کے مساوی ایک تسلیم شدہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے، جو ان کی تعلیمی قابلیت کو ظاہر کرتا ہو۔ بعض مدارس کی اسناد کو کچھ یونیورسٹیاں اپنے یہاں داخلے کے لیے تسلیم تو کرتی ہیں لیکن کئی مرتبہ وہاں سے تعلیم کی تکمیل کے بعد بھی ملازمت کے حصول میں انھیں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان کے پاس دسویں اور بارہویں کے اسناد نہیں ہوتے، اس لیے بہتر یہی ہے کہ سرکاری اداروں سے منظور شدہ اسناد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ آنے والے دنوں میں کسی بھی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس کے لیے سی بی ایس ای، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوپن اسکولنگ یا دیگر سرکاری بورڈ کے ذریعہ تسلیم شدہ اداروں سے امتحان دے کر اسناد حاصل کی جاسکتی ہیں، ان اداروں کے اپنے کورس اور اپنے نصاب ہیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ این سی ای آر ٹی نصاب متعین کرنے والا قومی ادارہ ہے اور سی بی ایس ای امتحان کے ذریعے دسویں اور بارہویں کی سند فراہم کرنے والا قومی ادارہ ہے۔ مدارس کے طلبہ کو چوں کہ سند کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے انہیں دوران تعلیم ہی ایسے اداروں سے رجوع کر لینا چاہیے، جہاں سے انھیں دسویں اور بارہویں کی سند مل سکے۔ اس سلسلے میں نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوپن اسکولنگ سب سے اچھا ادارہ ہے جہاں سے مدارس کے دوران ہی دسویں اور بارہویں کا امتحان دے کر سند حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اس ضمن میں جامعہ ملیہ اسلامیہ، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی جانب سے جاری برج کورس سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جو اب تک کا سب بہترین متبادل ثابت ہوا ہے۔

اسناد حاصل کرنے کے بعد بات آتی ہے ان یونیورسٹیوں میں داخلہ پانے کے لیے عملی جدوجہد کی۔ تو پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ کسی بھی اچھے کورس میں داخلہ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انگریزی زبان میں اچھی مہارت ہو، کیوں کہ تقریباً ہر یونیورسٹی میں ذریعۂ تعلیم انگریزی ہے، ساتھ ہی ساتھ عام معلومات، ریاضی اور سائنس بھی بے حد ضروری موضوعات ہیں۔ اس کے لیے کوچنگ کلاسوں کی مدد لی جاسکتی ہے۔ یہاں یہ بھی بات بھی یاد رکھیں کہ اگر آپ نے عربی زبان پر ہی اچھی محنت کر لی ہے اور آپ کو اس زبان میں اظہار خیال پر قدرت حاصل ہے تو یہ بھی اپنے آپ میں بڑی بات ہے اور محض اسی ایک صلاحیت سے آپ کے سامنے ملازمت، بزنس اور کاروبار کے بیشتر مواقع کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ بس اتنا خیال رہے کہ انگریزی کی بھی تھوڑی بہت شد بد ہو تو نور علی نور ہے۔ عرب ممالک کے علاوہ یورپی ممالک میں بھی متعدد شعبوں میں آپ مترجم کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں، ملٹی اسپیشلٹی ہسپتالوں اور عالمی منڈی میں بھی مواقع دستیاب ہیں۔ اگر آپ تھوڑی سی محنت کر کے اپنی زبان درست کر لیتے ہیں اور مستند اداروں سے ڈپلوما اور ایڈوانسڈ ڈپلوما وغیرہ کے سرٹیفکیٹ حاصل کر لیتے ہیں تو یہ قدم آپ کے لیے غیر معمولی طور پر کارآمد ثابت ہوسکتا ہے۔ خلیجی ممالک کے مقابلے ہندوستان میں سستا علاج فراہم ہونے کی وجہ سے بڑے اور چھوٹے آپریشن کے لیے عرب ممالک سے آنے والے مریضوں کی بڑی تعداد کو عربی مترجم کی فوری ضرورت ہوتی ہے اور دہلی این سی آر کے بعض مہنگے ہسپتال بھی باضابطہ عربی مترجمین کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ اس ضمن میں این سی پی یو ایل سے جاری فنکشنل عربک کورسوں اور کمپیوٹر کورسوں سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے، یہ ادارہ سرکاری ہے اس لیے اس کی اسناد بھی غیر معمولی اہمیت رکھتی ہیں۔ عربی زبان میں لکھنے پڑھنے اور اظہار خیال کی قدرت رکھنے کی وجہ سے عرب ممالک میں بھی داخلے کی راہ ہموار ہوتی ہے، عرب ممالک کی جامعات میں داخلہ، آن لائن فورم اور ریکمنڈیشن (توصیہ) کی بنیاد پر بھی ملتا ہے۔ مدارس و جامعات کے فارغین تخصصات کے لیے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، جامعہ ام القری مکہ مکرمہ، جامعۃ الملک سعود ریاض اور جامع ازہر قاہرہ وغیرہ میں داخلہ لے سکتے ہیں، ان کی ویب سائٹ پر ہر سال اشتہارات آتے ہیں، ان کے ذریعہ فراہم کی گئیں لنکس کے ذریعے داخلے کے لیے اپلائی کر سکتے ہیں، جس میں تمام مصدقہ اسناد اپلوڈ کرنا ہوتا ہے۔ وہاں کی یونیورسٹی کی طرف سے اگر منظوری مل جاتی ہے تو متعلقہ ملک کے سفارتخانے سے رابطہ کرنا ہوتا ہے اور وزارت تعلیم سے تمام اسناد کی تصدیق کرانی ہوتی ہے۔ جہاں تک ہندوستانی یونیورسٹیوں میں داخلے کی بات ہے تو سب سے پہلے کورسیز کے انتخاب کا اور داخلے کی کارروائی کا مرحلہ ہوتا ہے۔ اس کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ ہندوستان کی زیادہ تر یونیورسٹیوں میں درخواست دہندگان کو مختلف مضامین میں علم، استعداد اور مہارت کا مظاہرہ کرنے کے لیے داخلہ امتحان دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مدرسے کے فارغ التحصیل طلبہ، بڑے شہروں جیسے لکھنؤ، دہلی، علی گڑھ اور حیدرآباد وغیرہ میں جاری کوچنگ کلاسز میں شرکت کر کے اور پرانے ٹیسٹ پیپر کے ذریعہ امتحانات کی تیاری کر سکتے ہیں۔

یونیورسٹیوں میں داخلے کے حوالے سے کاؤنسلنگ اور رہنمائی کے لیے کچھ احباب بہت اچھا کام کر رہے ہیں، ان کے تجربات سے ضرور فائدہ اٹھائیں، اس سلسلے میں محمد عادل خان ندوی ہمدرد، خیر خواہ اور قابل اعتماد شخص کے طور پر جانے جاتے ہیں، انہوں نے مدارس کے طلبہ کے لیے آل انڈیا مدرسہ اسٹوڈنٹس فورم بھی بنایا ہے۔ اس کے ذریعے نہ صرف وہ تعلیمی کاؤنسلنگ فراہم کر رہے ہیں بلکہ بی اے، برج کورس، پری طب اور شعبۂ قانون وغیرہ کے لیے کوچنگ بھی کرا رہے ہیں، مفت مواد بھی دے رہے ہیں۔ آل انڈیا مدرسہ اسٹوڈنٹس فورم سے بہت سے دیگر فارغین مدارس بھی وابستہ ہیں، جنھیں فیس بک پر فالو کر کے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ موضوعات کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر اور مستقبل کی منصوبہ بندی کے ساتھ کریں تاکہ تعلیم مکمل ہونے کے بعد پچھتانا نہ پڑے۔ اس کے لیے مدارس کے ہی فارغین یا تعلیمی تبدیلیوں پر نظر رکھنے والے افراد سے رہنمائی اور مدد حاصل کر سکتے ہیں جو داخلے کے عمل اور کارروائی کے بارے میں اچھی معلومات رکھتے ہیں۔ وہ درخواست فارم بھرنے کے وقت اور طریقۂ کار نیز انٹرویو کی تیاری کے بارے میں بہتر رہنمائی کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں مشورے کے لیے بعض اہم افراد کو آن لائن بھی تلاش کیا جاسکتا ہے، جنہوں نے یونیورسٹیوں کے حالات اور ماحول کو قریب سے دیکھا ہو اور ساتھ ہی مدارس کے نظام و انتظام اور نصاب و تعلیم سے بھی واقفیت رکھتے ہوں، مزید برآں قوم و ملت کے لیے درمندی بھی رکھتے ہوں اور خاص کر نوجوانوں کو علمی و تعلیمی میدان میں آگے بڑھتے ہوئے دیکھنا پسند کرتے ہوں اور ہر ممکن تعاون بھی کرتے ہوں۔ تو آپ کو ان سے فائدہ ہی ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ہندوستان میں کچھ ایسی یونیورسٹیاں ہیں جو دوسروں کے مقابلے میں مدارس کے فارغین کا زیادہ خیر مقدم کرتی ہیں، ان میں خاص طور پر جامعہ ملیہ اسلامیہ، جامعہ ہمدرد، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی وغیرہ کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ تاہم یہ بھی ضروری ہے کہ طلبہ ان یونیورسٹیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں جن میں وہ درخواست دینے میں دلچسپی رکھتے ہیں تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ ان کے مطالبات اور اصول و ضوابط کیا ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ان کے علاوہ دیگر یونیورسٹیاں مدارس کے طلبہ کے لیے زیادہ مفید نہیں ہیں، بہتر یہی ہے کہ آپ درجہ بندی کے حساب سے اچھی یونیورسٹیوں کا انتخاب کریں اور ایک ساتھ کم از کم تین سے چار جگہ درخواست کریں۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ ان یونیورسٹیوں میں آپ کے لیے اردو، عربی، اسلامک اسٹڈیز کے علاوہ بھی بہت سارے شعبے ہیں، اس لیے ان کے دیگر موضوعات کے بارے میں بھی غور و خوض کریں۔ کیوں کہ سائنس کو چھوڑ کر آپ کسی بھی موضوع کا انتخاب کر سکتے ہیں، جن میں سب سے پہلے تو ہیومینٹیز اینڈ سوشل سائنسز ہیں۔ مدارس کے جو طلبہ ہیومینٹیز اور سوشل سائنسز میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات، سماجیات، نفسیات، اقتصادیات، فلسفہ اور ادب جیسے کورسوں میں داخلہ کی درخواست دے سکتے ہیں۔ یہ کورس لبرل آرٹس اور سماجی علوم میں وسیع میدان فراہم کرتے ہیں اور طلبہ کو تعلیم، تحقیق، صحافت اور عوامی خدمت جیسے شعبوں میں کیریئر کے لیے تیار کرتے ہیں۔ اسی طرح متعدد زبانوں میں ادب کے شعبہ میں بھی آسانی سے داخلہ مل جاتا ہے۔ وہ طلبہ جن کو انگریزی، ترکی، فرنچ، عربی، اردو، ہندی اور فارسی وغیرہ زبانوں میں دلچسپی ہے یا کسی زبان کے سیکھنے میں ان کی کوئی مادی منفعت وابستہ ہے، وہ اپنی پسندیدہ زبانوں کے کورسوں میں داخلہ کی درخواست دے سکتے ہیں۔ یہ کورس زبان و ادب کی گہری تفہیم اور ترجمہ و تشریح اور تحریر و تقریر میں اچھی صلاحیت و مہارت کے حصول میں ممد و معاون ہیں۔ مدارس کے طلبہ آج کل قانون کے کورس میں بھی داخلہ لے رہے ہیں۔ وہ طلبہ جو قانون میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ بیچلر آف لاز (ایل ایل بی) میں درخواست دے سکتے ہیں۔ یہ کورس ہندوستانی قانونی نظام، سول قانون، فوجداری قانون اور بین الاقوامی قانون جیسے مضامین کا احاطہ کرتا ہے اور طلبہ کو قانونی پیشے میں کیریئر بنانے کے لیے تیار کرتا ہے۔ تعلیم کا شعبہ بھی اہم شعبہ ہے۔ مدارس کے جو طلبہ درس و تدریس میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ بی اے کر کے بیچلر آف ایجوکیشن (بی ایڈ) کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔ یا گریجویشن کے بغیر، ڈپلوما ان ایلیمنٹری ایجوکیشن (ڈی ایل ایڈ) میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ یہ کورس تعلیمی اصول اور تدریس میں مضبوط بنیادیں فراہم کرتے ہیں اور طلبہ کو اساتذہ، مربیین اور تعلیمی منتظمین کے طور پر کیریئر کے لیے تیار کرتے ہیں۔ مینجمنٹ بھی ایک اچھا متبادل ہوسکتا ہے، جو طلبہ کاروبار اور انتظام میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ مینجمنٹ کے کورس (جیسے بیچلر آف بزنس ایڈمنسٹریشن (بی بی اے) میں داخلہ کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔

یہ کورس اکاونٹنگ، فنانس، مارکیٹنگ اور انسانی وسائل جیسے مضامین کا احاطہ کرتا ہے۔ موجودہ وقت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ کوئی تکنیکی تربیت ضرور حاصل کر لیں، اگر صرف کمپیوٹر کی بات کریں تو ہزاروں کورسز ہیں، اس بابت روزگار سے جڑنے اور لوگوں کو خود کفیل بنانے کے لیے بہت سی یونیورسٹیاں انٹرپرینورشپ ڈیولپمنٹ کے تحت مختلف قسم کے مہارت پر مبنی (اسکل بیسڈ) پروگرام چلاتی ہیں، جن میں نوجوانوں کو ٹیلرنگ، بیکنگ اور الیکٹرک وغیرہ کے چھوٹے موٹے سرٹیفکیٹ کورس کرائے جاتے۔ ان کی فیس بھی بہت معمولی ہوتی ہے، بلکہ کئی جگہوں پر تو فیس بھی نہیں لی جاتی۔ جو لوگ اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کرنا چاہتے اور کاروبار میں توجہ مرکوز کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ ایک بہترین آپشن ہوسکتا ہے کیوں کہ ان میں داخلے کے لیے محض آٹھویں پاس اور بعض جگہوں پر تو ابجد شناسی کی بنیاد پر ہی آپ کو اس کا اہل سمجھ لیا جاتا ہے۔ یہ چند مختصر باتیں اشارہ کے طور پر عرض کی گئی ہیں، اگر آپ مدارس کی تعلیم کے بعد یونیورسٹیوں کا رخ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کے لیے یہ باتیں یقیناً کارآمد ہوں گی۔ باقی آپ کا عزم، محنت، لگن اور آپ کا اپنا جذبہ بلکہ جنون ہی سب کچھ ہے۔

آج کل کے مخصوص حالات میں یہ بات بھی بہت ضروری ہو جاتی ہے کہ کسی بھی قسم کی مایوسی، کمزوری اور حالات کے سامنے سپر ڈال دینے والی ذہنیت بالکل بھی پیدا نہ ہونے دیں۔ مثبت سوچ، سخت محنت اور کارگر منصوبہ بندی کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں۔ کیونکہ زندگی میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو کل کے لیے آج ہی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور پھر اس پر یکسوئی کے ساتھ عمل کرتے ہیں۔

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

ترکی کو تباہ کن زلزلے سے اب تک 100 بلین ڈالر کا نقصان: اقوام متحدہ

گزشتہ ماہ ترکی اور شام میں آنے والے تباہ کن زلزلے سے صرف ترکی کو 100 بلین ڈالر سے زیادہ کا نقصان ہوا ہے۔ اقوام متحدہ نے یہ اطلاع دی۔ اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (یواین ڈی پی) کے لوئس وٹن نے ترکی میں گازیان ٹیپ سے ویڈیو لنک کے ذریعے صحافیوں کو بتایا، ''یہ پہلے ہی واضح ہے کہ ترکی میں ہی 100 بلین ڈالر سے زیادہ کا نقصان ہوا ہے۔'' ترکی اور شام میں 6 فروری کو 7.8 شدت کا زلزلہ آیا تھا۔ اس کے بعد کئی بار آفٹر شاکس محسوس کیے گئے۔ ترکی میں زلزلے سے 45000 سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ جب کہ پڑوسی ملک شام میں 5000 افراد جان کی بازی ہار چکے ہیں ورلڈ بینک نے گزشتہ ہفتے اندازہ لگایا تھا کہ تباہ کن زلزلے سے ترکی میں 34 بلین ڈالر سے زیادہ کا نقصان ہوا ہے۔ تاہم، یواین ڈی پی کے لوئس وٹن نے کہا کہ ترک حکومت نے، یواین ڈی پی، ورلڈ بینک اور یورپی یونین کے تعاون سے اس سے کہیں زیادہ نقصانات کا تخمینہ لگایا تھا۔(نیوز رپورٹ)

ہمارے پاس کوئی انکاؤنٹر پالیسی نہیں ہے: اے ڈی جی پرشانت کمار

امیش پال قتل کیس کو لے کر اتر پردیش کا ماحول کشیدہ ہے۔ اس معاملے میں اب تک دو ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ اس مقدمے میں عتیق احمد کا بیٹا اسد بھی ملزم ہے، جس کی تلاش پولیس کر رہی ہے۔ دریں اثنا، یوپی کے ADG لاء اینڈ آرڈر پرشانت کمار نے NDTV سے خصوصی بات چیت میں کہا کہ پولیس اس معاملے سے متعلق کسی بھی مجرم کو نہیں بخشے گی۔ پولیس ملزمان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کر رہی ہے۔ بتادیں کہ امیش پال قتل کیس میں ملوث وجے عرف عثمان پیر کی صبح پولس انکاؤنٹر میں مارا گیا تھا۔ کرائم برانچ کی ٹیم اور ملزم عثمان کے درمیان پریاگ راج کے کاندھیارا تھانہ علاقے میں انکاؤنٹر ہوا۔ مقابلے میں عثمان کو گولی لگی جس کی وجہ سے وہ شدید زخمی ہوگیا۔ زخمی کو ہسپتال لے جایا گیا، جہاں وہ دم توڑ گیا۔(نیوز رپورٹ)

صدر نے آتشی اور سوربھ بھردواج کی بطور وزیر تقرری کو منظوری دی

واضح ہو کہ نیوز رپورٹ سے ملی جانکاری کے مطابق صدر دروپدی مرمو نے دہلی کے وزیر اعلی اروند کیجریوال کی سفارش پر سوربھ بھردواج اور آتشی کو دہلی کابینہ میں وزیر مقرر کیا ہے۔ قبل ازیں، صدر نے ستیندر جین، جو آپ حکومت کے وزیر صحت تھے، اور منیش سسودیا، جو نائب وزیر اعلیٰ تھے، کے استعفے قبول کر لیے تھے۔ سسودیا اور ستیندر جین مختلف الزامات کے تحت CBI-ED کے زیرِ تفتیش ہیں۔ دونوں رہنما اس وقت تہاڑ جیل میں ہیں اروند کیجریوال نے آتشی مارلینا اور سوربھ بھردواج کے نام منظوری کے لیے ایل جی کو بھیجے تھے۔ اب سیسودیا اور جین کے محکمے کی ذمہ داری کیلاش گہلوت اور راج کمار آنند کے پاس ہوگی۔ حلف لینے کے دن سے ہی سسوڈیا اور جین دونوں محکموں کو سنبھالنا شروع کر دیں گے۔ سوربھ بھردواج 49 دنوں کی کیجریوال کی پہلی حکومت میں ٹرانسپورٹ کے وزیر رہ چکے ہیں۔اسی وقت، اتیشی مارلینا تعلیم کے شعبے میں سسودیا کی مشیر رہ چکی ہیں۔(نیوز رپورٹ)

افغانستان کیلئے 20 ہزار ٹن گندم بھیجنے کا اعلان

ہندوستان نے مشکلات سے نبرد آزما افغانستان کو چابہار بندرگاہ کے ذریعہ 20000 میٹرک ٹن گندم بھیجنے کا اعلان کیا ہے۔اس بات کا اعلان منگل کو دہلی میں افغانستان سے متعلق ہندوستان-وسطی ایشیا کے مشترکہ ورکنگ گروپ کے پہلے اجلاس میں کیا گیا۔اس میٹنگ میں میزبان ہندوستان کے علاوہ وسطی ایشیا کے 5 ممالک قزاقستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان اور ازبکستان کے خصوصی سفارت کاروں اور اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔میٹنگ کے بعد جاری ہونے والے بیان میں کہا گیا کہ ہندوستان نے چابہار بندرگاہ کے ذریعے یواین ڈبلیو ایف پی کے تعاون سے افغانستان کو 20 ہزار ٹن گندم فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔دراصل ہندوستان انسانی بحران پر قابو پانے کیلئے افغانستان کو بلا تعطل انسانی امداد فراہم کرنے کی وکالت کرتا رہا ہے۔اس سے پہلے اگست 2021 میں کابل میں طالبان کے اقتدار سنبھالنے کے چند ماہ بعد ہندوستان نے خوراک کے بحران سے دوچار افغان عوام کی مدد کیلئے 50000 میٹرک ٹن گندم دینے کا اعلان کیا تھا۔(نیوز رپورٹ)

بے روزگاروں کو 2.5 ہزار روپے کا ملے گا بے روزگاری الاؤنس

چھتیس گڑھ کے وزیر اعلی بھوپیش بگھیل نے آج ایوان میں سال 2023-24 کا بجٹ پیش کیا۔ اس دوران انہوں نے کئی اہم اعلانات کئے۔ بجٹ پیش کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے 18 سے 35 سال کی عمر کے بے روزگار نوجوانوں کو 2500 روپے بے روزگاری الاؤنس دینے کا اعلان کیا جن کی خاندانی آمدنی 2.5 لاکھ روپے سے کم ہے۔ اس کے ساتھ ہی آنگن واڑی کارکنوں کا الاؤنس 6500 سے بڑھا کر 10,000 کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی آنگن واڑی معاونین کا الاؤنس 3,550 روپے سے بڑھا کر 5,000 روپے کر دیا گیا ہے۔ودھان سبھا میں ریاستی بجٹ پیش کرتے ہوئے، سی ایم بھوپیش بگھیل نے رائے پور میں ڈاکٹر بی آر امبیڈکر میموریل ہسپتال میں 700 بستروں کی عمارت کی ترقی کے لیے 85 کروڑ روپے کی فراہمی کا بھی اعلان کیا۔(نیوز رپورٹ)

بھارت کے ساتھ تعلقات اولین ترجیح

سعودی عرب کے وزیر خارجہ فرحان السعود نے ہندوستان کے ساتھ تعلقات کو اولین ترجیح قرار دیتے ہوئے کہا کہ دونوں ممالک کے درمیان تعلقات تیزی سے فروغ پا رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ تمام شعبوں بالخصوص اقتصادی اور تجارتی تعلقات میں غیر معمولی ترقی ہوئی ہے۔وزیر اعظم نریندر مودی اور ولی عہد محمد بن سلمان کے درمیان مضبوط تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دونوں رہنما تعلقات کو مزید مضبوط ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم یقیناً ہندوستان کے سب سے اہم اور جا پارٹنر ہیں۔(نیوز رپورٹ)

کثیر منزلہ عمارت میں دھماکہ، 15 افراد کی موت، 100 زخمی

بنگلہ دیش کے ڈھاکہ کے گلستان علاقہ میں منگل کو ایک کثیر منزلہ عمارت میں ہوئے دھماکہ میں تقریبا 15 افراد کی موت ہوگئی۔اس دھماکہ میں 100 سے زیادہ لوگ زخمی ہوگئے ہیں۔دی ڈیلی اسٹار نے فائر بریگیڈ اہلکاروں کے حوالہ سے بتایا کہ دھماکہ شام تقریبا پونے پانچ بجے بی آر ٹی سی بس کاونٹر کے پاس ہوا۔فائر بریگیڈ کے ڈیوٹی افسر راشد بن خالد نے بتایا کہ راحت اور بچاو مہم کے لئے جائے واقعہ پر گیارہ فائر بریگیڈ یونٹ کام کر رہی ہیں۔دھماکہ کی وجوہات کا پتہ نہیں چل سکا ہے۔(نیوز رپورٹ)

دہلی فسادات: عدالت نے قتل کے سات ملزمان کو دی ضمانت

قومی دارالحکومت کی ایک مقامی عدالت نے پیر کو 2020 کے شمال مشرقی دہلی فسادات کے دوران قتل کے الزام میں سات افراد کو ضمانت دے دی، یہ کہتے ہوئے کہ اہم گواہوں کے بیانات کے باوجود ان کے خلاف کوئی سنگین ثبوت سامنے نہیں آیا ہے۔ ایڈیشنل سیشن جج پلستیا پرماچل 26 فروری 2020 کو گوکل پوری میں جوہری پور جل بورڈ پلیا کے قریب فسادات کے دوران امیر علی کے مبینہ قتل کے سلسلے میں پرنس، سمیت چودھری، سندیپ، ٹنکو، وویک پنچال، پنکج شرما اور ہمانشو کی ضمانت کی درخواستوں کی سماعت کر رہے تھے. جج نے کہا کہ میں درخواست گزاروں کو ٹرائل کے اختتام تک جیل کی سلاخوں کے پیچھے رکھنا مناسب نہیں سمجھتا، کیونکہ مرکزی گواہوں کی جانچ کے باوجود ان کے خلاف کوئی سنگین ثبوت سامنے نہیں آیا۔ لہذا، تمام ضمانت کی درخواستوں کی اجازت دی جاتی ہے اور ملزمان یا درخواست گزاروں کو ان کے ذاتی مچلکوں اور 30,000 روپے اور اتنی ہی رقم کے ضمانت پر ضمانت دی جاتی ہے۔(نیوز رپورٹ)

طب وصحت

صحت و تندرستی کے رہنما اصول

کہتے ہیں کہ حرکت میں برکت ہے۔اسی طرح ذہنی اور جسمانی طور پر فٹ اور صحت مند رہنے کے لئے حرکت میں رہنا ضروری ہے۔ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ ہر روز آدھے گھنٹے کی جسمانی ورزش آپ کو صحت مند طرز زندگی کی جانب گامزن کرسکتی ہے۔یہ ورزش چہل قدمی، جاگنگ، سائیکلنگ اور گارڈننگ سے لے کر کچھ حد تک مشکل کاموں جیسے رننگ، پش اَپس یا ویٹ لفٹنگ پر مشتمل ہوتی ہے۔

اگر آپ اپنی سہولت اور سکت کے مطابق کسی بھی ایک یا ایک سے زائد ورزش کو مستقل بنیادوں پر کرتے رہیں گے تو آپ اپنے اندر ایک نئی توانائی اور تازگی پائیں گے۔ویسے بھی ایک صحت مند زندگی محض خواب دیکھنے سے نہیں ملتی، بلکہ اس کیلئے عملی اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔صحت مند زندگی گزارنے سے متعلق ذیل میں دیے گئے کچھ مشورے آپ کو طویل مدت میں بڑے فائدے دے سکتے ہیں۔

وزن میں اعتدال: بیٹھے بیٹھے کام کرتے رہنا، لگا بندھا لائف اسٹائل وغیرہ آپ کے جسم کو موٹاپے کی طرف مائل کرتا ہے یا وزن میں زیادتی کا باعث بنتا ہے۔جسم میں چربی نہ بڑھنے دینے یا ایک صحت مند وزن اپنائے رکھنے کے لئے آپ کو روزانہ کی بنیاد پر کچھ سرگرمیاں اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ذہنی دباؤ سے محفوظ رہیں: زندگی گزرتی چلی جاتی ہے اور آپ اپنے مکمل ہونے اور ادھورے رہنے والے ٹک باکسز پر نشان لگاتے رہ جاتے ہیں۔کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ کرنے اور نہ کرنے کے کاموں کے بارے میں فیصلہ کرنے کیلئے آپ اپنے دماغ پر کچھ زیادہ ہی بوجھ ڈال دیتے ہیں، جس کی وجہ سے آپ کو ذہنی تناؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

چلتے پھرتے، کام کاج میں مصروف: ہمارا جسم ایک مشین کی طرح ہے، جیسے مشین کچھ عرصے استعمال نہ ہو تو اس کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے، اسی طرح اگر ہمارا جسم بھی حرکت میں نہیں رہے گا تو پھر کسی کام کا نہیں رہے گا۔ساکن طرز زندگی آپ کو جوڑوں اور پٹھوں میں درد، کمزوری، آسٹیوپوروسس اور جسمانی کمزوری ہی دے سکتا ہے۔روزانہ کی باقاعدہ ایکسر سائز آپ کے جسم میں موجود ہڈیوں، پٹھوں اور جوڑوں کو تقویت فراہم کرتی ہے اور آپ کسی بھی کام کو مستعدی سے انجام دینے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

نیند کو نظر انداز نہ کرنا: کسی بھی قسم کی جسمانی سرگرمی آپ کی توانائی کو بڑھانے کا باعث ہوتی ہے لیکن ساتھ ہی آپ کو تھکن بھی ہو جاتی ہے اور جب جسم ریلیکس کرتا ہے تو آپ کو اچھی نیند آتی ہے۔ورزش کے دوران خوشی کے ہارمونز ''اینڈورفنز'' آپ کو ذہنی طور پر آرام کرنے میں مدد دیتے ہیں اور آپ سکون بھری نیند لیتے ہیں۔

منرلز اور وٹامنز: ویسے تو چھ منرلز اور وٹامنز ہر شخص کے لئے انتہائی اہم ہوتے ہیں لیکن یہاں ہم صرف وٹامن ڈی کی اہمیت اور افادیت پر بات کریں گے۔ایک تحقیق کے مطابق صبح کی نرم دھوپ میں چند منٹ گزارنا وٹامن ڈی کے حصول میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔اس عمل سے جسم میں وٹامن ڈی کی کمی پوری ہوتی ہے، جو ہڈیوں اور پٹھوں وغیرہ کی صحت کے لئے ضروری ہے۔لہٰذا آپ کو چاہیے کہ گھر کے ٹیرس یا بالکونی کو اس طور سے ترتیب دیں کہ وہاں صبح کے وقت کچھ دیر بیٹھ کر تازہ ہوا اور دھوپ کی مدھم کرنوں سے لطف اندوز ہوا جاسکے۔اس کے علاوہ براہ راست سورج کی شعاعوں سے اپنے آپ کو بچائیں، تاہم گھر میں دھوپ اور ہوا کی آمد و رفت کو یقینی بنائیں تاکہ گھر کا ماحول صحت مند رہے۔

Volume:63/73,Issue:11 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

To

تُندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے
(علامہ اقبال)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

روس اور یوکرین کی جنگ کا کوئی حل نہیں!

فہیم اختر، لندن

روس اور یوکرین کے جنگ کو ایک سال بیت چکا ہے اور اب تک اس مسئلے کا کوئی حل نظر نہیں آ رہا ہے۔ تاہم اتنا ضرور ہوا ہے کہ روس کے خلاف امریکہ اور برطانیہ اپنے مقاصد میں ضرور کامیاب ہو گئے ہیں۔

امن کی تجویز پیش کرنے کی بجائے امریکہ اور برطانیہ نے لگاتار روس کے صدر کو نشانہ بناتے ہوئے صورتِ حال اور نازک بنا دیا ہے۔ حملے کے آغاز کے چند ہی ہفتوں میں روسی فوجیں یوکرین کے بڑے علاقوں پر قابض ہوگئیں۔ روس نے کیف کے مضافاتی علاقوں کی طرف پیش قدمی کی تھی اور سومی کے اردگرد ملک کے شمال مشرق کے زیادہ تر حصے کو کنٹرول کر لیا تھا۔ روس نے کھارکیو پر بمباری کیا اور انہوں نے مشرق اور جنوب میں کھیرسن تک، ماریوپول کے بندرگاہی شہر کے آس پاس کا علاقہ لے لیا تھا؛ تاہم پچھلے اکتوبر تک تصویر ڈرامائی طور پر بدل چکی تھی۔

کیف پر قبضہ کرنے میں ناکام ہونے کے بعد روس شمال سے پیچھے ہٹ گیا اور یوکرین نے اپنی پہلی بڑی کامیابی حاصل کی۔ روس کو خارکیف سے پیچھے دھکیل دیا اور خرسن کے اردگرد جوابی حملہ کیا۔ حملے کے ایک سال بعد یوکرین کا کھیرسن کا کنٹرول ہے اور لڑائی مشرق میں مرکوز ہے، برطانیہ اور امریکہ جمہوریت کو بچانے کی آڑ میں پوری دنیا کو الجھا کر رکھ دیا ہے۔ اور گاہے بگاہے روس کو دھمکی بھی دے رہے ہیں۔ لیکن وہیں روس کے صدر صبر وتحمل سے یوکرین پر فتح کی امید جتائے بیٹھے ہیں۔ ویسے امریکہ اور برطانیہ نیٹو کے سہارے یوکرین میں روس کے خلاف اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ کر رہے ہیں۔ جس کا روس کو بھی علم ہے۔ روس نے بھی مختلف ذرائع سے کہہ دیا کہ برطانیہ اپنی حرکتوں سے باز آجائے ورنہ روس لندن کو چند منٹوں میں مٹی کا ڈھیر بنا دے گا۔

روس کے حملے کی برسی کے موقع پر یوکرین کے صدر زیلنسکی نے کہا ہے کہ یوکرین اس سال روس کو شکست دینے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے گا۔ بوچا سمیت پورے یوکرین میں تقریبات ہو رہی ہیں۔ جہاں روسی افواج پر انسانیت کے خلاف جرائم کا الزام لگایا گیا تھا۔ یہ تنازعہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد یورپ میں بدترین صورت اختیار کر گیا ہے۔ اقوام متحدہ نے ایک قرارداد منظور کی جس میں روس کی مذمت کی گئی۔ یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس قرارداد کی ووٹنگ میں ہندوستان غائب رہا۔ برطانوی وزیراعظم رشی سونک کی قیادت میں برطانیہ بھر میں گیارہ بجے ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی، امریکہ اور برطانیہ بار بار اس بات کو دہرا رہے ہے کہ روس کے مخالف جنگ کر کے کچھ حاصل نہیں ہے۔ اس کے برعکس امریکہ اور اس کے اتحادی فی الحال اقتصادی پابندیاں لگانے پر زور دے رہے ہیں۔ ظاہر سی بات ہے کہ پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کے بعد کس بھلے مانش کے دل ودماغ میں یہ بات آئے گی کہ چلو ایک بار پھر جنگ میں کودا جائے۔ جیسا کہ پہلی اور دوسری جنگِ عظیم میں ہوا تھا۔ اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو پہلی جنگِ عظیم، 1914ء میں آسٹریا کے آرچ ڈیوک فرانز فرڈینینڈ کے قتل کے بعد شروع ہوئی۔ اس کے قتل نے پورے یورپ میں ایک جنگ کی شکل اختیار کر لی جو 1918ء تک جاری رہی۔ اس تنازعہ کے دوران جرمنی، آسٹریا، ہنگری، بلغاریہ اور سلطنتِ عثمانیہ (مرکزی طاقتیں) نے برطانیہ، فرانس، روس، اٹلی، رومانیہ، جاپان متحدہ کے خلاف جنگ کی۔ نئی فوجی ٹیکنالوجی اور خندق جنگ کی ہولناکیوں کی بدولت، پہلی جنگ عظیم نے قتل وغارت اور تباہی دیکھی۔ جب جنگ ختم ہوئی اور اتحادی طاقتوں نے فتح کا دعویٰ کیا تب تک 16 ملین سے زیادہ لوگ جس میں فوجی اور عام شہری شامل تھے ہلاک ہو چکے تھے۔

پہلی جنگِ عظیم (18-1914) کے ذریعہ یورپ میں پیدا ہونے والے عدم استحکام نے ایک اور بین الاقوامی تنازعہ کھڑا کر دیا اور دو دہائیوں بعد دوسری جنگِ عظیم کا آغاز ہوا جو پہلی جنگِ عظیم سے بھی زیادہ تباہ کن ثابت ہوئی۔ اقتصادی اور سیاسی طور پر غیر مستحکم جرمنی میں اقتدار میں آنے کے بعد نازی پارٹی کے رہنما ایڈولف ہٹلر نے قوم کو دوبارہ مسلح کیا اور عالمی تسلط کے اپنے عزائم کو آگے بڑھانے کے لیے اٹلی اور جاپان کے ساتھ حکمت عملی معاہدوں پر دستخط کیے۔ ستمبر 1939 میں پولینڈ پر ہٹلر کے حملے نے برطانیہ اور فرانس کو جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کرنے پر مجبور کیا۔ جس سے دوسری جنگِ عظیم کا آغاز ہوا۔ چھ سال چلنے والی اس جنگ میں ایک اندازے کے مطابق 45 سے 60 ملین افراد ہلاک ہوئے جن میں 6 ملین یہودیوں کو نازی حراستی کیمپوں میں ہٹلر کی فوج نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جسے اب بھی ہر سال ہولوکوسٹ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

یوکرین اور روس کے مابین تناؤ پچھلے آٹھ برسوں سے چل رہا ہے۔ ہوائی، زمینی اور سمندری راستے سے روس نے یوکرین پر تباہ کن حملہ کیا ہے جو کہ 44 ملین افراد کی یوروپی جمہوریت ہے۔ اس کی افواج شہر کے مراکز پر بمباری کر رہی ہیں اور دارالحکومت کیف میں دھیرے دھیرے داخل ہو رہی ہیں۔ جس سے مہاجرین کے بڑے پیمانے پر اخراج ہو رہا ہے۔ کئی مہینوں تک صدر ولاسیمیر پوتن نے انکار کیا، کہ وہ اپنے پڑوسی پر حملہ کریں گے۔ لیکن پھر انہوں نے امن معاہدہ توڑ دیا اور یوکرین کے شمال، مشرق اور جنوب میں فوجیں ڈالتے ہوئے، جسے جرمنی 'پوتن کی جنگ کہتا ہے'، شروع کر دیا۔ 24 فروری کو صبح سے پہلے ایک ٹی وی خطاب میں صدر پوتن نے اعلان کیا کہ روس 'محفوظ'، 'ترقی اور وجود' محسوس نہیں کر سکتا کیونکہ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ جدید یوکرین سے مستقل خطرہ ہے۔ تاہم 24 فروری سے ہفتوں پہلے امریکہ روز یہی رٹ لگایا ہوا تھا کہ روس بہت جلد یوکرین پر حملہ کر دے گا، روسی صدر پوتن کا کہنا ہے کہ یوکرین کو غیر عسکری اور نازی سے آزاد کرنا ہے۔ ظاہر سی بات ہے پوتن نے یہ بات اس لیے کہی کیونکہ یوکرین کا صدر ایک یہودی ہے۔ پوتن اکثر یوکرین پر انتہا پسندوں کے قبضے کا الزام لگاتے رہے ہیں۔ جب سے روس نواز صدر وکٹر یانوکووچ کو 2014 میں ان کی حکمرانی کے خلاف مہینوں کے مظاہروں کے بعد معزول کیا گیا تھا۔ کریملن نے کہا ہے کہ ولادیمیر پوتن نے برطانیہ کے خارجہ سکریٹری لز ٹرس اور دیگر کے تبصروں کے بعد روس کی نیوکلیر قوتوں کو ہائی الرٹ پر رکھا ہے۔ کریملن کے ترجمان دمتری پیسکوف نے کہا کہ یوکرین پر روس کے حملے پر نیٹو اور ماسکو کے سرمیان ممکنہ 'جھڑپوں' کے بارے میں 'ناقابل قبول' ریمارکس دیے گئے ہیں۔

یوکرین کے صدر ولادیمیر زیلنسکی، جو کہ ایک مزاحیہ اداکار ہیں اور جنہیں تین سال سے بھی کم عرصہ قبل منتخب ہونے پر سیاست کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ روسی صدر پوتن اس بات سے برہم ہیں کہ یوکرین کے نئے یہودی صدر کا جھکاؤ یورپ اور امریکہ کی طرف دن بدن بڑھتا جا رہا تھا۔ کیونکہ آئے دن یوکرین صدر زیلنسکی کبھی یوکرین کو نیٹو میں، تو کبھی یوروپین یونین میں شامل کرنے کی مانگ کرتا۔ جس کی وجہ سے پوتن کو یوکرین کے صدر پر شک گزرنے لگا کہ کہیں نہ کہیں یوکرینی صدر زیلنسکی امریکہ یا یورپ کا جوکر بن کر روس کی سلامتی اور ملک کو خطرہ پہچانے کا کام کر رہا ہے، حیرانی اس بات کی ہے کہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد، فلسطین، عراق، یمن، لبیا، افغانستان، شام اور نہ جانے کتنے ممالک میں امریکہ، برطانیہ، اسرائیل اور اس کے اتحادیوں نے بم گرا کر وہاں کی حکومت کو ذلیل اور لاکھوں لوگوں کو ہلاک کیا۔ جس کی وجہ سے آج تک وہاں امن قائم نہیں ہوا اور لوگ پناہ گزین بن کر امریکہ اور مغربی ممالک سے اپنی جان کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ جس پر نہ تو اقوام متحدہ نے کوئی سخت قدم اٹھایا اور نہ ہی کسی مغربی ممالک نے اس کی اتنی مذمت کی جتنی آج یوکرین کی حمایت میں کی جا رہی ہے۔ جبکہ آج اقوام متحدہ اور مغربی ممالک جنگ بندی کے لیے روس سے اپیل کر رہے ہیں۔ اسے اگر ہم منافقت کہیں یا اسلام کے تئیں نفرت تو شاید آپ کو اس سے اختلاف نہیں ہوگا، جنگ بڑی ہو یا چھوٹی، میں ہر طرح کی جنگ کا مخالف ہوں۔ کیونکہ جنگ کسی مسئلہ کا حل نہیں ہے؛ بلکہ حملہ کرنے والے اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے کچھ پل کے لیے سرخرو بن جاتے ہیں۔ تاہم ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ کبھی کبھی جنگ کا ہونا لازمی ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب کوئی آپ پر خوامخواہ حملہ کرے اور اپنی دفاع کے لیے آپ کے پاس سوائے جنگ کے اور کوئی راستہ نہیں بچتا ہے۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ دونوں ہی حالت میں جنگ سے اب تک نقصان ہی اٹھانے پڑے ہیں، اگر ہم پچھلے دو جنگِ عظیم کا جائزہ لیں تو دونوں ہی جنگیں ایک ملک سے شروع ہوئی اور ایک خاص قوم سے منسلک تھی۔ یعنی پہلی جنگِ عظیم میں سلطنتِ عثمانیہ کی پیش قدمی اور دوسری جنگِ عظیم میں یہودیوں کا قتل وعام اہم وجہ تھیں۔ اور اس بار بھی بات کہیں نہ کہیں یوکرین کے یہودی صدر زیلنسکی کے ہی اردگرد گھوم رہی ہے۔ جن کے رویے نے روسی صدر پوتن پر جنگ کا جنون سوار کر دیا ہے۔ تاہم اتنا تو طئے ہے کہ جنگ سے اس مسئلے کا کوئی حل نکلنے والا نہیں ہے اور روس کے جارحانہ انداز اور امریکہ، برطانیہ اور دیگر ممالک کے اتحاد سے فی الحال جنگ ختم ہونا شاید ناممکن لگ رہا ہے، تاہم چین اور بھارت نے یوکرین کی جنگ کو مذاکرات کے ذریعے ختم کرنے کے لیے روس سے مطالبہ کیا ہے۔ جو کہ شاید امریکہ اور برطانیہ کو پسند نہ آئے کیونکہ دونوں ہی ممالک کے رشتے چین سے خوشگوار نہیں ہیں۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔ **رابطہ اور واٹس اَپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (**محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب**)

WEEK ENDING-13/03/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,